تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلسِ انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

جلد ۲۳ ______ شمارہ ۲

تبلیغ ۱۳۶۱ ہش

فروری ۱۹۸۲ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ ہجری

تبلیغ ۱۳۶۱ ہش

فروری ۱۹۸۲ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

مدیران اعزازی

ملک صلاح الدین صاحب بھارت ۔ مبارک احمد صاحب ساقی لندن

کمال یوسف صاحب سکنڈے نیویا

سالانہ چندہ: پندرہ ۱۵ روپے ؛ فی پرچہ ڈیڑھ ۱/۵۰ روپیہ

فہرست مضامین

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

ناشر: سید عبد الحیٔ

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

کتابت: محمد رفیق احمد ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۲۳	ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ	شمارہ ۲

تبلیغ ۱۳۶۱ ہش

اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت

قبولیتِ دُعا اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتے ہیں وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (البقرہ آیت ۱۸۷) کہ اے رسول جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو تُو اُنہیں کہہ دے کہ مَیں اُن کے پاس ہی ہوں۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ جب کوئی مجھے پکارے تو مَیں اُس کی دُعا کو سُنتا ہوں۔

خدا کے بندوں کی دعاؤں سے بہت سے ناممکن اور محال کام ممکن ہوئے۔ فرعون غرقاب نیل ہوا۔ عتبہ۔ شیبہ۔ ابوجہل کے لاشے بدر کے میدان میں خاک و خون میں لتھڑے نظر آئے۔ زکریاؑ کے گھر بڑھاپے میں صاحبِ صفات بچہ پیدا ہوا۔ یونس کی قوم سے عذاب ٹلا۔ اور ابراہیم علیہ السّلام کی دُعا اور خدائی تقدیر کے نتیجہ میں وہ خاتم النبیین تشریف لائے۔ جن کا وجود تخلیق کائنات کی علّت غائی تھی۔ اور بنی اسرائیل نے فرعون کی چیرہ دستیوں سے نجات پائی۔ ابوہریرہؓ کی والدہ نے دُعا کی ہی بدولت ہدایت پائی۔ جب ابو ہریرہؓ کی شکایت پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم نے اس قادرِ مطلق سے دُعا کی اللّٰھم اھد امّ ابی ھریرۃ کہ اے اللہ ابو ہریرہؓ کی والدہ کو ہدایت نصیب کر۔ تو گالیاں دینے والی زبان درود پڑھنے لگ گئی۔ اور گھر سے قتل کے ارادہ سے نکلنے والے عمر دامنِ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم سے وابستہ ہو گئے اور یہ قصّہ ہائے ماضی نہیں۔ اللہ آج بھی اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ وہ ان کی دعاؤں کو بپایۂ قبولیّت کی جگہ دیتا ہے۔ اور بعض اوقات اُن دعاؤں کی قبولیّت کے بارہ میں اپنے بندوں کو اطلاع بھی دیتا ہے۔ اس صورت میں جہاں قبولیتِ دُعا خدا کی ہستی کا ثبوت جہیا کرتی ہے۔ وہاں وہ اُن بندوں کے خدا کے تعلق کی بھی دلیل بنتی ہے

بیس فروری ۱۸۸۶ء کو خدا کے ایک مقرب بندے نے چالیس دن کی متضرعانہ دعاؤں کے بعد سبز رنگ کے اشتہار کے ذریعہ خبر دی۔

"خدائے رحیم وکریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ عزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں

تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اس کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے تیرے لئے مبارک کر دیا۔"

(سبز اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اس اشتہار میں دو غیر مسلم اکابر کو مخاطب کیا تھا جن کا نام منشی اندرمن مراد آبادی اور پنڈت لیکھرام تھا۔ پنڈت لیکھرام نے اس پیشگوئی کا مذاق اپنی "کلیات آریہ مسافر" میں اُڑایا اور اس پر فقرے چست کرتے ہوئے کہا "شاید خدا کہتا ہے مَیں مرزا کی ذریت کو منقطع کروں گا اور نحوست دُور کروں گا۔" اور مزید کہا "آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی۔ غارت ورجہ تین سال تک شہرت پائے گی۔"

بانیٔ سلسلہ نے اپنی متعدد کتابوں میں اس موعود فرزند کا ذکر فرمایا۔ اس کی تعیّن بھی فرما دی۔ نام سے اطلاع دے دی۔ کام بھی گنوائے۔ جو درج ذیل ہیں۔

(۱)۔ اس کا نام بشیر ثانی اور محمود ہے۔

(۲)۔ بشیر اوّل کی وفات کے بعد اس کی پیدائش ہوگی۔

(۳)۔ ۱۸۸۶ء سے ۱۸۹۵ء کے درمیان وہ پیدا ہو گا۔

(۴)۔ ۱۸۸۸ء تک وہ پیدا نہیں ہوئے۔

(۵)۔ وہ عمر پانے والا ہو گا۔

(۶)۔ وہ بانیٔ سلسلہ کی یادگار اور جانشین ہو گا۔

(۷)۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔

(۸)۔ وہ صاحبِ شکوہ ہو گا۔

(۹)۔ وہ صاحبِ عظمت اور دولت ہو گا۔

(۱۰)۔ سخت ذہین اور فہیم ہو گا۔

(۱۱)۔ قرآن مجید کی غیر معمولی خدمت و اشاعت کی اسے سعادت نصیب ہو گی۔

(۱۲)۔ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔

(۱۳)۔ اس کا نزول بہت مبارک ہو گا۔

(۱۴)۔ خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہو گا۔

(۱۵)۔ وہ دُنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

(۱۶)۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔

(۱۷)۔ قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

جماعتِ احمدیہ کا ایمان اور یقین ہے کہ حضرتِ اقدس کی یہ دُعا قبول ہوئی۔ غیر مسلموں کے ادّعاء باطل ثابت ہوئے۔ وہ بچہ جلد جلد بڑھا۔ کیا خوب اُن کے ایک عقیدت مند نے کہا تھا۔

وہ بچہ جو اکیلا رہ گیا تھا آشیانہ میں ٭ بحمداللہ کہ اُس کے ہو رہے ہیں بال و پر پیدا

وہ انیس سال کا بھرپور جوان تھا جب اس کے عظیم والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ اس صاحبِ عزم نے باپ کی لاش پر کھڑے ہو کر اپنے خدا سے یہ عہد کیا کہ اگر ساری دنیا بھی ان کو چھوڑ جائے تو میں اُن کے مشن کی تکمیل کروں گا۔ آپ کی عظیم خواہر اس کا ذکر یوں فرماتی ہیں ؎

مَیں کروں گا عمر بھر تکمیل تیرے کام کی ٭ مَیں تیری تبلیغ پھیلاؤں گا بر روئے زمیں

اور پھر اس عہد کو اس طرح نبھایا کہ ؎

صرف کر ڈالیں خدا کی راہ میں سب طاقتیں ٭ جان کی بازی لگا دی قول پر ہارا نہیں

اور پھر ہر آنکھ نے دیکھا۔ دل نے محسوس کیا کہ جب زمام قیادت اِس کے ہاتھ میں آئی۔ خدا کے نوشتے کس شان سے پورے ہوئے کس طرح نئے نئے ممالک میں جماعتیں قائم ہوئیں۔ کتنی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم ہوئے۔ زمین کے کن کن گوشوں میں خدا کے گھر تعمیر کئے گئے۔ تنظیمی، تربیتی اور علمی رنگ میں جماعت نے کس قدر ترقی کی۔ تمکنت نصیب ہوئی۔ خوف مبدّل بامن ہوا۔ جماعت قرب الٰہی کے حصول کیلئے کوشاں رہی۔ ہم سوئے تو وہ بیدار مغز جاگے۔ ہم بے فکر بھی ہوئے تو وہ فکرمند رہے۔ ہم سستانے بیٹھے تو کشتیٔ احمدیت کا ناخدا برابر کشتی کو کھیتا رہا۔ ہمارے غم انہوں نے اٹھائے۔ انہوں نے سلسلہ کے مَرد و زن، جوان، پیر کو نیا جذبہ عطا فرمایا۔ قربانی کے معیار کو بلند کیا۔ ان کے کاموں کو دیکھ کر اغیار بھی انگشتِ بدنداں رہ گئے۔ وہ آمادۂ عمل ہوتے تو ان کا جوش دریا کی طغیانی کی مانند ہوتا۔ اور یہ کیفیت دُور ہوتی تو نظر آتا کہ دریا زمین کے کناروں کو مسلسل کاٹے جا رہا ہے۔ اُن کے مبارک عہد میں جماعت نے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کی۔

جب اپنا کام مکمل کرکے وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے تو اغیار نے بھی انہیں GREAT NATION BUILDER ”عظیم قومی معمار“ کے لقب سے یاد کیا۔ اور لکھا کہ انہوں نے جماعت کی ترقی کے ہر موقعہ سے فائدہ اٹھایا ـــ خدائی وعدے تھے جو انکی زندگی میں پورے ہوئے

اور

آپ نے جانے سے پہلے آنے والے کے بارہ میں بشارت دی تھی۔ ان کا ہم سے رخصت ہونا ہمارے لئے زلزلہ سے کم نہ تھا لیکن اللہ کی قدرتِ ثانیہ نے گرتے دلوں کو اپنے ہاتھوں سے تھام لیا۔ جماعت کی زمامِ قیادت پھر اسی درخت کی ایک سرسبز شاخ کے سپرد ہوئے۔ کشتِ احمدیت میں اسی درختِ مبارک کی شاخ گاڑ دی گئی۔ اور جماعت نے دیکھا الولد سرٌّ لابیہ۔ الولد صنوٌ لابیہ جماعت کا قافلہ بتائیدِ ایزدی رواں دواں رہا۔ وہی لیل و نہار رہے۔ وہی گردشِ دوراں رہی۔ وہی عزم وہی ولولے نصیب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کشتی کا محافظ و نگہبان رہے۔ اس کے قائد کو تائیدِ ایزدی میسّر رہے اور اس کشتی میں سوار ہونے والوں کو اس کے دست و بازو بنائے رکھے۔ ہر طوفان اور بلا سے اسے محفوظ رکھے کہ اسے سب قدرتیں حاصل ہیں۔ وہ سچے وعدوں والا ہے۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں اس کے وعدے کبھی نہیں ٹلتے۔ اس نے ہی تو فرمایا ہے۔ ـــــ ”اِنّ اللّٰہَ لَا یُخلِفُ المیعاد“

وہ اپنے بندوں کی لغزشوں سے درگزر کرنے والا۔ اور اپنی تقدیر کے نوشتوں کو پورا کرنے والا ہے۔ خدا کرے ہم اس کی تقدیر کی اٹھی ہوئی انگلی کو دیکھ کر اپنے اندر نیک تبدیلی کرنے والے ہوں۔ خدا کی نعمت کی قدر کر کے خدا کے انعامات کو جذب کرنے والے ہوں۔ آمین یا ربّ العٰلمین۔

ہمارے سالانہ اجتماعات :۔ اس شمارہ میں آپ نائیجیریا کے انصار کے سالانہ اجتماع کی ایمان افروز رپورٹ ملاحظہ فرمائیں گے۔ رسالہ مکمل ہو چکا تھا کہ ہمیں انڈونیشیا کے سالانہ اجتماع کی رپورٹ موصول ہوئی جو ہم آئندہ شمارہ میں دے رہے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جماعت کی ذیلی تنظیمیں سلسلہ کے دست و بازو ثابت ہو رہے ہیں وہ مرکز کے نقشِ قدم پر اپنے پروگرام مرتب کر رہی ہیں۔ باہر کی مجالس کے کام دیکھ کر دل اللہ تعالیٰ کے شکر و امتنان کے جذبہ سے لبریز ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے فکر و عمل کو اپنے نُور سے منوّر کر دے ٭

درس الحدیث

ما اٰتکم الرسول فخذوہ
وما نھاکم عنہ فانتھوا

صبر سے بہتر کوئی نعمت نہیں

عن ابی سعید الخدریؓ انّ اناسًا من الانصار سألوا رسول اللہ
صلّی اللہ علیہ وسلّم فاعطاھم. ثم سألوا فاعطاھم حتّی نَفِدَ ما
عِنْدَہٗ فقال ما یکون عِندی من خیرٍ فلن اَدّخرہ عَنْکُم ومَن یَستَعِفّ
یُعِفَّہُ اللہ ومَن یَستغنِ یُغْنِہِ اللہ ومن یَتَصَبَّر یُصَبِّرہ اللہ وما اُعطِیَ
احدٌ عطاءً خیرًا واَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ۔

(کتاب الزکوٰۃ باب الاستعفاف عن المسألۃ ۔ بخاری)

ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ آدمیوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ آپ نے اُن کو دیا۔ انہوں نے پھر مانگا۔ آپ نے پھر دیا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس جو تھا وہ ختم ہوگیا۔ اس پر آپ نے فرمایا میرے پاس جو بھی ہوتا ہے مَیں تم سے اُسے بچا کر نہیں رکھتا لیکن دیکھو جو سوال سے بچنا چاہے۔ اللہ اُسے بچاتا ہے۔ جو مستغنی ہونا چاہے۔ خدا اُسے مستغنی کر دیتا ہے۔ اور جو صبر کرنے کی مشق کرتا ہے اللہ اسے اجر عطا کرتا ہے۔ اور صبر سے بہتر اور بڑا عطیہ کوئی نہیں ہے۔

شرح:۔

اس حدیث میں سوال سے بچنے اور صبر کی تلقین کی گئی ہے۔ بلاشبہ جو ان دونوں خُلق کو اختیار کرتا ہے وہ خدا کی عظیم نعمت سے متمتّع ہوتا ہے۔ سوال نہ کرنے کی بے حد تاکید رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمائی۔ فرمایا جو اس دنیا میں سوال کرتا ہے قیامت کے دن اُس کے چہرہ کا حُسن اور رُوپ زائل کر دیا جائے گا۔

مصائب کے دن بھی ہمیشہ نہیں رہا کرتے۔ مصائب کے ایّام افراد اور قوموں کے حُسن کو نکھارتے ہیں۔ اُن کے کردار کی تعمیر کرتے ہیں۔ صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم نے کتنی تکالیف اٹھائیں۔ لیکن اپنے موقف سے نہ ہٹے۔ اور پھر خدا سے انہوں نے اس کا اجر پایا۔ فاقے کاٹنے والے۔ ماریں کھانے والے دیار و امصار کے والی بنے۔

وَاِنَّ قَضَاءَ اللّٰہِ مَا یُخْطِیءُ الْفَتٰی

اور خدا کی تقدیر بندے سے خطا نہیں جاتی

(القصیدۃ الاعجازیۃ)

وَ اِنَّ قَضَاءَ اللّٰہِ مَا یُخْطِیءُ الْفَتٰی ۔ لَہٗ خافیاتٌ لَا یَرَاھا مُفَکِّرٌ

اور خدا کی تقدیر بندے سے خطا نہیں جاتی ۔ اُس کے راز پوشیدہ ہیں کوئی غور و فکر کرنے والا اسے دیکھ نہیں سکتا

سَیُبْدِی لَکَ الرَّحْمٰنُ مَقْسُومَ حِبِّکُمْ ۔ سعیدٌ فلا ینسیہ یَوْمٌ مقدَّرٌ

تجھ پر خدا تیرے دوست کا مقسوم ظاہر کر دے گا۔ سعید ہے پس روز مقدر اس کو فراموش نہیں کرے گا

وَیُحْیِی بِاَیْدِی اللّٰہِ وَاللّٰہُ قَادِرٌ ۔ وَیَأْتِی زَمَانُ الرُّشْدِ وَالذَّنْبُ یُغْفَرُ

اور وہ خدا کے ہاتھوں سے زندہ کیا جائے گا اور خدا قادر ہے۔ اور رُشد کا زمانہ آئے گا اور گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

ان اشعار میں حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ ہدایت بھی خدا کی تقدیر کے تحت ہی کسی کو نصیب ہوتی ہے اور خدا کی تقدیریں پوری ہو کر رہتی ہیں۔ دنیا ایک روز اللہ تعالیٰ کے در پر آئے گی۔ بھٹکتی ہوئی روحیں ہدایت پائیں گے۔ ہمیں کیا معلوم کہ کس کے حق میں خدا کی کیا تقدیر ہے۔ یہ وہی عالم الغیب جانتا ہے۔

اللہ پر ایمان رکھنے والے کو خدا کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اُس کی رحمت سے نا اُمید اس کے دروازے سے بھٹکے ہوئے ہیں فرمایا ومن یَقْنَطْ من رحمۃ اللّٰہ الا الضالون ۔ اور اس سے بہتر کوئی کام نہیں کہ انسان بھٹکی ہوئی مخلوق کو راہِ حق دکھائے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کو نصیحت فرمائی تھی۔

لَاَنْ یھدی اللّٰہ بک رجلاً خیرٌ لکَ من حمر النَّعَم

کہ اگر اللہ تیرے ذریعہ ایک آدمی کو بھی ہدایت دے تو وہ سُرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے

ہست فرقاں آفتابِ علم و دیں

قرآن علم و دین کا سورج ہے

(براہین احمدیہ حصہ سوئم حاشیہ صے ۱۵۴)

ہست فرقاں آفتابِ علم و دین ۔ تا برندت از گماں سوئے یقین

قرآن علم اور دین کا سورج ہے ۔ تاکہ تجھے شک سے یقین کی طرف لے جائے

ہست فرقاں از خدا حبل المتین ۔ تا کشندت سوئے ربّ العالمین

قرآن خدا کی طرف سے ایک مضبوط رسّی ہے ۔ تا تجھے ربّ العالمین کی طرف کھینچ کر لے جائے

ہست فرقاں روزِ روشن از خدا ۔ تا دہندت روشنیٔ دیدہ ہا

قرآن خدا کی طرف سے ایک روشن دن ہے ۔ تاکہ تجھے آنکھوں کی روشنی دے

حق فرستاد ایں کلامِ بے مثال ۔ تا رسی در حضرتِ قدس و جلال

خدا نے اس بے نظیر کلام کو اس لئے بھیجا ہے ۔ تاکہ تو اس پاک اور ذوالجلال خدا کی درگاہ میں پہنچ جائے

حضرت اقدس نے قرآن مجید کی تعریف و توصیف میں اپنے کلام میں بہت کچھ فرمایا۔ آپ قرآن کے عاشق تھے۔ قرآن آپ کی روح کی غذا تھی آپ فرماتے ہیں ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں ٭ قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

قرآن خدا نما ہے۔ خدا کا کلام ہے۔ یہ ضابطۂ حیات ہے جو ہمیں دیا گیا۔ اس پر عمل کیا تو صحابہ سمار روحانیت کے ستارے بن کر چمکے صحرا نشین دُنیا کے معلّم بنے۔ جو اخلاق سے ناشنا تھے وہ با اخلاق بنے۔ شراب کے رسیا۔ صاحب کردار بنے۔ ظالم مظلوموں کے حامی اور خدا ترس بن گئے بتوں کے پجاری۔ خدا کے وصل کے خواہاں ہوئے۔ آج پھر اسی قرآن کی طرف حضرت اقدس نے آپ کو بُلایا۔ کہ قرآن حبل المتین ہے۔ قرآن ہر بدی سے نجات دلاتا ہے۔ وہ خدا کی راہ دکھاتا ہے۔ اسے پڑھیئے۔ اسے سیکھئے۔ اس پر عمل کیجئے۔ اس سے عشق کیجیئے کہ اس کا عشق آپ کو خدا اور اس کے رسول کا عشق عطا کرے گا۔

عہدیداران مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ برائے سال ۱۳۶۱ ہش / ۱۹۸۲ء

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس عاملہ انصار اللہ کے لئے مندرجہ ذیل عہدیداران کا تقرر برائے سال ۱۳۶۱ ہش / ۱۹۸۲ء منظور فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ آمین۔

اراکین خصوصی: (۱) مکرم مولانا عبدالمالک خانصاحب۔ (۲) مکرم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب۔ (۳) مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب۔ (۴) مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ۔ (۵) مکرم جناب عبدالوہاب صاحب آدم گھانا۔ (۶) مکرم چوہدری احمد مختار صاحب کراچی۔ (۷) مکرم چوہدری انور حسین صاحب۔ (۸) مکرم جناب مظفر احمد صاحب ظفر امریکہ۔ (۹) مکرم جناب یحییٰ نیبتو صاحب انڈونیشیا۔ (۱۰) مسٹر سوینڈ ہینسن (SVEND HANSON) ڈنمارک۔

۱۔ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب	نائب صدر اوّل۔
۲۔ " پروفیسر حبیب اللہ خانصاحب	نائب صدر
۳۔ " صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب	نائب صدر و قائد مجالس بیرون
۴۔ " صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب	نائب صدر صف دوم
۵۔ " میجر عبدالقادر صاحب	قائد عمومی
۶۔ " پروفیسر عبدالرشید صاحب غنی	قائد مال
۷۔ " مولوی محمد اسماعیل صاحب منیر	قائد اصلاح وارشاد
۸۔ " چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال	قائد ایثار
۹۔ " صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب	قائد تربیت
۱۰۔ " ڈاکٹر لطیف احمد صاحب	قائد ذہانت وصحت جسمانی
۱۱۔ " صوفی بشارت الرحمٰن صاحب	قائد وقفِ جدید
۱۲۔ " چوہدری شبیر احمد صاحب	قائد تحریک جدید
۱۳۔ " منور شمیم صاحب خالد	قائد تعلیم
۱۴۔ " مولوی محمد بشیر شاد صاحب	قائد اشاعت
۱۵۔ " محمد اسلم صاحب صابر	قائد تجنید
۱۶۔ " صوفی غلام محمد صاحب	آڈیٹر

۱۷۔ " مولوی فضل الٰہی صاحب انوری۔ زعیم اعلیٰ انصار اللہ ربوہ۔

مرزا طاہر احمد
صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ

سیرت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے یہ مقالہ اجتماع انصار اللہ منعقدہ ۱۹۸۱ء میں پڑھا۔ پچھلے اجتماع کے موقع پر حضرت مولانا شیر علی صاحب پر جو مقالہ آپ نے پڑھا تھا وہ انصار اللہ میں شائع ہو چکا ہے۔ ادارہ معذرت خواہ ہے کہ اس پر آپ کا نام نہ لکھا جا سکا۔

حضرت بانیٔ احمدیت عمر بھر اپنے خداداد مشن کی تکمیل کے لئے نہایت ذوق و شوق، جوش و خروش اور ولولہ انگیز رنگ سے تبلیغی جہاد میں سرگرم عمل رہے اور آپ نے ہمیشہ ہی نہایت پُر زور اور اثر انگیز الفاظ میں یہ منادی فرمائی کہ :-

"اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں :" (تریاق القلوب ص۵-۷)

حق یہ ہے کہ سولہ سترہ سال کی عمر یعنی ۵۲-۱۸۵۱ء سے لے کر یوم وصال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء تک حضور نے اپنے محبوب آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی عظمت رفتہ اور شوکت پارینہ کو دوبارہ قائم کرنے کیلئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ قریباً اسّی معرکۃ الآراء کتابیں اپنے قلم گوہر بار سے رقم فرمائیں جن کی سطر سطر سے صداقت اسلام کے چمکتے ہوئے دلائل کا بحر مواج دکھائی دیتا ہے۔ برصغیر کے نامور مسلم زعماء مثلاً جناب مولانا ابو الکلام آزاد، میرزا حیرت دہلوی، شمس العلماء ممتاز علی صاحب، پروفیسر سید عبد القادر ایم اے، خواجہ حسن نظامی، مولانا نیاز محمد خاں نیاز فتحپوری نے اِن تصانیف کو تبلیغی جہاد کا شاہکار تسلیم کیا۔ ان لاجواب کُتب کے علاوہ حضرت اقدس نے پونے تین سو اشتہارات بھی شائع کئے نیز اپنے ہمعصر چوٹی کے غیر مسلم مذہبی اور دینی رہنماؤں اور بادشاہوں کے نام تبلیغی خطوط لکھے ان کو پوری قوت و شوکت کے ساتھ دعوت اسلام دی۔ مختلف طریق فیصلہ ان کے سامنے رکھے اور کمال محنت اور جانفشانی سے جگر کو خون کر کے اتمام حجت کا حق ادا کر دیا۔ حضرت مصلح موعود ا " " فرمایا کرتے تھے :-

"بعض دفعہ جب حضرت صاحب تصنیف کے دنوں تصنیف کے کام میں مصروف ہوتے تو رات کو عشاء کے بعد بھی میں اُن کو کام کرتے دیکھتا اور جب سویرے اُٹھتا تو تب بھی دیکھتا کہ کام کر رہے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کب سوئے اور پھر کب جاگے۔ اگر آپ کے کام کو تقسیم کیا جاتا تو وہ کام جو تنہا حضرت .... کیا کرتے تھے وہ بیسیوں آدمیوں پر تقسیم ہوتا اور پھر کتنے خرچ کی ان کے لئے ضرورت ہوتی .... پھر وہ فکر اور غم جو ایک ذمّہ داری کی وجہ سے انسان پر عائد ہوتا ہے وہ خود ایک بڑا بوجھ ہوتا ہے"

(الفضل ۷، فروری ۱۹۲۵ء صفحہ ۵)

تحریکِ احمدیت کے پہلے مؤرخ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب کی روایت ہے کہ :-

"حضرت .... کی فطرت میں تبلیغ　کا جوش اس قدر تھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بعض اوقات مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ اس جوش سے میرا دماغ نہ پھٹ جائے۔"　(حیات النبی صفحہ ۱۵۰)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی احمدیت کے ابتدائی زمانہ کے پاک نفس بزرگوں اور حضرت بانیٔ سلسلہ کے بے مثال عاشقوں میں سے تھے۔ آپ کا چشم دید بیان ہے کہ :-

"ایک دفعہ دردِ سر کا دورہ حضور کو اس قدر ہوا کہ ہاتھ پیر برف کی مانند سرد ہو گئے۔ میں نے ہاتھ لگا کر دیکھا نبض بہت کمزور ہو گئی۔ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اسلام پر کوئی اعتراض یاد ہو تو اس کا جواب دینے میں میرے بدن میں گرمی آجائے گی اور دَورہ موقوف ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی کہ حضور اس وقت تو مجھے کوئی اعتراض یاد نہیں آتا۔ فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی نعت میں سے کچھ اشعار آپ کو یاد ہوں تو پڑھیں۔ میں نے براہین احمدیہ کی نظم ع

"اے خدا اے چارۂ آزارِ ما"

خوش الحانی سے پڑھنی شروع کی اور آپ کے بدن میں گرمی آنی شروع ہو گئی پھر آپ لیٹے رہے اور سُنتے رہے۔ پھر مجھے ایک اعتراض یاد آگیا...... جب میں نے اعتراضات سُنائے تو حضور کو جوش آگیا اور فوراً بیٹھ گئے اور بڑے زور کی تقریر جواباً کی اور بہت سے لوگ بھی آگئے اور دَورہ ہٹ گیا۔"　(اصحاب احمد جلد ۴ صفحہ ۹۵-۹۶)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے وجود میں تبلیغ　کا جذبہ نقطۂ عروج تک پہنچ چکا تھا۔ اور آپ اشاعتِ حق میں ہر وقت والہانہ طور پر مصروف رہتے تھے مگر اس کے باوجود آپ ہمیشہ ہی یہ دُعا کیا کرتے تھے کہ ؎

مجھ کو دے اک فوقِ عادت اے خدا جوش و تپش　۔　جس سے ہو جاؤں میں غم میں دیں کے اِک دیوانہ وار
وہ لگا دے آگ میرے دل میں ملّت کے لئے　۔　شُعلے پہنچیں جس کے ہر دم آسماں تک بے شمار
اے خدا تیرے لئے ہر ذرّہ ہو میرا فدا　۔　مجھ کو دکھلا دے بہارِ دیں کہ میں ہوں اشکبار

آپ کی بے مثال تبلیغی سرگرمیوں کا پس منظر کیا تھا اور آپ کی باطنی کیفیت کیا تھی۔ اس کا اندازہ ۱۸۹۸-۹۹ء کے ایک دلچسپ

واقعہ سے خوب ہوتا ہے

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا بیان ہے کہ :-

"ایک دفعہ مَیں لاہور سے قادیان آیا ہوا تھا اور حضرت .... کے پاس حضور کے اندر کے کمرے میں بیٹھا تھا کہ باہر سے ایک لڑکا پیغام لایا کہ قاضی آل محمد صاحب آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک نہایت ضروری پیغام لایا ہوں۔ حضور خود سُن لیں۔ حضور نے مجھے بھیجا کہ اُن سے دریافت کرو۔ کیا بات ہے۔ قاضی صاحب سیڑھیوں میں کھڑے تھے۔ مَیں نے جاکر دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے حضرت مولوی محمد احسن صاحب نے بھیجا ہے۔ ایک نہایت عظیم الشان خوش خبری ہے اور خود حضرت صاحب کو ہی سنانی ہے .... قاضی صاحب نے ذکر کیا کہ ایک مولوی صاحب کا مباحثہ حضرت مولوی محمد احسن صاحب کے ساتھ تھا اور اس..... کو خوب پچھاڑا اور لتاڑا گیا اور شکستِ فاش دی گئی۔ مَیں نے آکر یہ خبر حضرت صاحب کے حضور عرض کی۔ حضور نے تبسّم کرتے ہوئے فرمایا مَیں نے سمجھا کہ یہ خبر لائے ہیں کہ یورپ مسلمان ہوگیا ہے۔"

(ذکرِ حبیب صفحہ ۵۲-۵۳)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے مدّنظر چونکہ تمام دنیا پر عالمگیر روحانی حکومت کا قیام تھا اس لئے اُس وقت کی غیر مسلم قومیں آپ کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ مقدمات دائر کئے گئے، جھوٹی مخبریاں ہوئیں اور آپ کو تختۂ دار تک پہنچانے کی ناپاک سازشیں بھی کی گئیں۔

شمالی ہند کے اہل اللہ میں سے حضرت خواجہ غلام فرید صاحب آف چاچڑاں شریف نے اپنی مجلس میں فارسی زبان میں فرمایا، جس کا ترجمہ یہ ہے :-

"حضرت مرزا صاحب تمام اوقات خدائے عزّوجل کی عبادت میں گذارتے ہیں یا نماز پڑھتے ہیں یا قرآنِ شریف کی تلاوت کرتے ہیں یا دوسرے ایسے ہی دینی کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔ اور دین کی حمایت پر اس طرح کمربستہ ہیں کہ ملکۂ زمان لنڈن کو بھی دینِ محمدی (اسلام) قبول کرنے کی دعوت دی ہے۔ اور بادشاہِ روس و فرانس اور دیگر ملکوں کے بادشاہوں کو بھی اسلام کا پیغام بھیجا ہے اور اُن کی تمام تر سعی و کوشش اس بات میں ہے کہ وہ لوگ عقیدۂ تثلیث و صلیب کو جو کہ سراسر کفر ہے، چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ کی توحید اختیار کرلیں اور اس وقت کے علماء کا حال دیکھو کہ دوسرے مذاہب کو چھوڑ کر ایسے نیک مَرد کے دَرپے ہوگئے ہیں جو کہ اہلِ سنّت والجماعت میں سے ہے اور صراطِ مستقیم پر قائم ہے اور ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے۔ مگر اس پر کُفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ ان کے عربی کلام کو دیکھو جو انسانی طاقتوں سے بالا اور معارف و حقائق اور ہدایت سے بھرا ہُوا ہے۔ آپ اہلِ سنّت والجماعت میں سے ہیں اور دین کی ضروریات سے ہرگز منکر نہیں ہیں۔"

(ترجمہ اشاراتِ فریدی حصّہ سوم مطبوعہ آگرہ ۱۳۲۰ھ)

اسی طرح پنجاب کے دَردمند مُسلم پریس نے بھی یہ شکوہ کیا۔ جناب مولوی محبوب عالم صاحب نے "پیسہ اخبار" (مورخہ ۲۲ فروری ۱۸۹۲ء) میں لکھا :-

"مرزا صاحب کے حق میں جو ...... فتویٰ دیا گیا ہے ہم کو اس سے سخت افسوس ہُوا .... اگر اہلِ ہنود خصوصاً آریہ لوگ میرزا صاحب کی مخالفت میں زور وشور سے کھڑے ہوجاتے تو ایسا بے جا نہیں تھا۔ میرزا صاحب کی تمام کوششیں آریہ اور عیسائیوں کی مخالفت میں اور مسلمانوں کی تائید میں صرف ہوئی ہیں۔ جیسا کہ اُن کی مشہور تصنیفات "براہین احمدیہ" "سرمۂ چشم آریہ" اور بعد کے رسائل سے واضح ہے۔"

قدرتِ ثانیہ کے دوسرے مظہر بانیٔ انصاراللہ نے ایک بار خطبۂ جمعہ کے دوران بتایا کہ :۔

"ایسے ایسے گندے خطوط میں نے حضرت بانیٔ سلسلہ کے نام پڑھے ہیں کہ انہیں پڑھ کر جسم کا خون کھولنے لگتا تھا۔ .... حضرت .... کی طرف ہر ہفتہ میں دو تین خطوط ایسے ضرور پہنچ جاتے تھے اور وہ اتنے گندے اور گالیوں سے پُر ہُوا کرتے تھے کہ انسان دیکھ کر حیران ہوجاتا۔ مَیں نے اتفاقاً ان خطوط کو ایک دفعہ پڑھنا شروع کیا تو ابھی ایک دو خط ہی پڑھے تھے کہ میرے جسم کا خون کھولنے لگ گیا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے دیکھا تو آپ فوراً تشریف لائے اور آپ نے خطوط کا وہ تھیلا میرے ہاتھ سے لے لیا اور فرمایا انہیں مت پڑھو۔" (الفضل ۹ مارچ ۱۹۳۸ء)

"اس قسم کے خط کے کئی تھیلے حضرت .... کے پاس جمع ہوگئے تھے لکڑی کا ایک بکس تھا جس میں آپ یہ تمام خطوط رکھتے چلے جاتے تھے۔ کئی دفعہ آپ نے یہ خطوط جلائے بھی مگر پھر بہت سے جمع ہوجاتے۔"

(الفضل جلد ۲۶ ۵۵ صے)

اس رُوح فرسا ماحول میں بھی اس بے مثال عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اشاعت دینِ متین کی مجاہدانہ اور سرفروشانہ سرگرمیاں برابر جاری رکھیں اور اگر استغاثہ کیا تو اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کیا۔ چنانچہ عرض کرتے ہیں ؎

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں ۔ نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ ۔ تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

اسی طرح فرمایا :۔

"ہماری سب عزتیں اللہ اور رسُولؐ کی راہ میں قربان ہیں۔" (مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صـ۱۷۷)

دراصل بات یہ ہے کہ جنابِ الٰہی کی طرف سے جب مارچ ۱۸۸۲ء میں آپ کو خلعتِ ماموریت سے نوازا گیا تو تبلیغ دین کی مہم کو جلد تر کامیاب بنانے کے لئے آپ کو یہ دُعا بھی سکھلائی گئی کہ

"رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّـةَ مُحَمَّدٍ" (براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ در حاشیہ صـ۱)

یعنی اے میرے ربّ اُمّتِ محمدیہ کو ایسی صلاحیت بخش کہ وہ آپ کے ساتھ مل کر اسلام کی حقیقی رُوح سے سرشار ہو اور پھر غیر مُسلم دُنیا کو مسلمان بنانے میں کامیاب ہوجائے۔ اسی طرح آپ کو حکم ملا کہ :۔

"سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو۔ علیٰ دینٍ وّاحدٍ۔" (بدر ۲۴ نومبر ۱۹۰۵ء صـ۲)

اس فرمانِ خداوندی کے مطابق حضور اقدس نے عالَم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے اور غلبۂ دین کی منزل کو قریب تر لانے کے لئے جہاں اپنے جذبات و احساسات کی ہر ممکن قربانی دی، وہاں ایکٗ کی حیثیت سے پیغامِ حق پہنچانے میں گویا سر دھڑ کی بازی لگادی اور نہ صرف قلم و زبان سے اپنے دعویٰ اور مخصوص علمِ کلام کی حقّانیت اور برتری کو روزِ روشن کی طرح ثابت کر دکھایا بلکہ آپ نے زندگی بھر یہ خصوصی التزام فرمایا کہ غلط فہمیوں کا فوری ازالہ ہو اور آپ کے نقائد بار بار اور مسلسل اور نہایت کثرت و وسعت کے ساتھ پبلک کے سامنے آتے رہیں ؎

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج ۔ جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

اس سلسلہ میں کتاب "کرامات الصادقین" کا ایک مختصر سا اقتباس پڑھنا کافی ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں :۔

"مَیں عامّۃ ناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جلّ شانہٗ کی قسم ہے کہ مَیں کافر نہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میرا عقیدہ ہے اور لٰکِن رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ مَیں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں۔ اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسولؐ کے فرمودہ کے برخلاف نہیں اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائے گا مَیں اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے"

از (کرامات الصادقین صـ۳۵)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا پُرحکمت اندازِ تبلیغ اور اسلوبِ خطابت ر کے سانچہ میں ڈھلا ہُوا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ اس میں زبردست مقناطیسی اثر و جذب تھا۔ حضور اپنے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کی پہلی تصنیف "فتح اسلام" میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"انبیاء نہایت سادگی سے کلام کرتے اور جو اپنے دل سے اُبلتا تھا وہ دوسروں کے دلوں میں ڈالتے تھے۔ ان کے کلماتِ قدسیّہ عین محل اور حاجت کے وقت پر ہوتے تھے۔ اور مخاطبین کو شغل یا افسانہ کی طرح کچھ نہیں سناتے تھے بلکہ اُن کو بیمار دیکھ کر اور طرح طرح کے آفاتِ روحانی میں مبتلا پاکر علاج کے طور پر اُن کو نصیحتیں کرتے تھے یا حجج قاطعہ سے اُن کے اوہام کو رفع فرماتے تھے۔ اور ان کی گفتگو میں الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہوتے تھے سو یہی قاعدہ یہ عاجز ملحوظ رکھتا ہے اور واردین اور صادرین کی استعداد کے موافق اور اُن کی ضرورتوں کے لحاظ سے اور اُن کے امراضِ لاحقہ کے خیال سے ہمیشہ بابِ تقریر کھلا رہتا ہے۔" (فتح اسلام صـ۲۲ تا صـ۲۷ طبع اوّل)

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی ان شبانہ روز تبلیغی کوششوں کا یہ عظیم الشان نتیجہ ظاہر ہُوا کہ احمدیت کا وہ بیج جو نہایت بے بسی

کے عالم میں بویا گیا اور جس کے لئے شروع ہی سے یہ کوششیں کی گئیں کہ اندر ہی اندر نابود ہو جائے اور صفحۂ ہستی سے اس کا نام و نشان تک مٹ جائے۔ خدا کے فضل سے بڑھا اور پھُولا اور آپ کی زندگی میں ہی ایک تناور اور سایہ دار درخت بن گیا جس کی شاخیں دُور دُور تک چلی گئیں۔ اور کئی لاکھ آسمانی پرندے اس پر آرام کرنے لگے جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اَب کروڑ تک جا پہنچی ہے۔ آسمان پر اسلام کی فتح کے نقّارے بج رہے ہیں اور زمین کے ہر گوشہ پر نہایت تیزی سے تغیّرات رونما ہو رہے ہیں اور وہ دن بہت نزدیک آتے ہیں جبکہ پیکنگ، ماسکو، برلن، پیرس، لنڈن اور نیویارک کی فضائیں لا الٰہ الا اللّٰہ کے نغمۂ توحید سے گونج اٹھیں گی۔ نئی زمین ہو گی اور نیا آسمان!! ۔ اور حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیّہ کی پیشگوئی کے مطابق :-

"سچّائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچّے خدا کا پتہ لگے گا..... سب ملّتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہو گا جب تک دجّالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچّی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اُس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کُفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا۔ لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔" (مجموعہ اشتہارات جلد دوم ۳۰۴-۳۰۵)

اک بڑی مدّت سے دیں کو کُفر تھا کھاتا رہا　　۔　　اَب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے　　۔　　اَب گیا وقتِ خزاں، آئے ہیں پھل لانے کے دن

مت روکو۔ آنے دو

لاہور میں جب میاں چراغ الدین کے احاطہ میں حضرت صاحب کا لیکچر ہونے لگا تو لیکچر سے پہلے بابا پیغمبر اسنگھ جو اس وقت احمدی نہیں تھے۔ لیکن ان کے دل میں حضرت صاحب کی محبت اور اخلاص پیدا ہو چکا تھا۔ اپنی جھولی پھولوں سے بھر کر لایا۔ اور لوگوں میں سے گذر کر حضرت اقدس کی طرف بڑھنے لگا۔ لوگوں نے اس کی ظاہری شکل دیکھ کر یہ خیال کیا کہ یہ بُری نیّت سے آیا ہے۔ اور شاید حضرت اقدس پر حملہ کرے۔ اس لئے بعض نے اسے روکنا چاہا۔ مَیں بھی اس مجمع میں موجود تھا جو حضرت اقدس کے قریب ہی بیٹھا تھا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس کو مت روکو۔ آنے دو۔ وہ پھولوں کی مٹھی بھر کر حضرت اقدس کی طرف پھینکتا۔ اور منہ سے کہتا کہ جو پتھر پھینکے گا۔ اس پر پتّھر پھینکے جائیں گے اور جو پھول برسائے گا اس پر پھُول برسیں گے۔ بار بار یہی کہتا جاتا تھا۔ جب حضرت کے قریب پہنچا تو بعض احباب جو حضرت اقدس کے قریب بیٹھے تھے۔ انہوں نے اسے کہا کہ اب آپ بیٹھ جائیں۔ پھر وہ بیٹھ گیا۔ حضرت اقدس نے تقریر فرمائی جو توبہ کے موضوع پر تھی۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۱۰ صفحہ ۹۲، ۹۳)

تورات میں دس ہزار قدسیوں والی پیشگوئی

جناب پال ارنسٹ کے چیلنج کا جواب

(از مکرم شیخ عبدالقادر صاحب لاہور)

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی آخری وصیّت کے الفاظ ہیں۔

"۔۔۔ خداوند سینا سے آیا۔ اور شعیر سے اُن پر طلوع ہُوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہُوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی۔"

(استثناء ۳۳/۲-۳ اردو بائیبل مطبوعہ مرزا پور ۱۸۷۰ء)

عبرانی تورات میں وصیت کا یہ حرفِ آغاز ہے۔ افسوس کہ کلیم اللہ کی وصیت کا عبرانی متن مخدوش ہے۔ ۱۹۶۲ء میں امریکہ کے یہودیوں نے تورات کا جو نیا ترجمہ شائع کیا ہے۔ اس کے حاشیہ پر جگہ جگہ لکھا ہے کہ عبرانی الفاظ مخدوش ہیں۔ معنی یقینی نہیں ہیں۔ آیت ۳ کا متن و مفہوم دونوں واضح نہیں ہیں۔ آیت ۴ - ۵ کا بھی یہی حال ہے۔ ظاہر ہے کہ اس وصیّت میں تغیّر و تبدل ہُوا ہے۔ جس کے باعث مختلف تراجم کئے جاتے ہیں۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ اس میں سِرے سے کوئی پیشگوئی نہیں ہے بلکہ ماضی کی تجلّیات کا ذکر ہے۔

اس عقدے کا حل بہت آسان ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تابع انبیاء نے وصیت موسوی کے بعض الفاظ کو دُہرایا ہے بشلاً آپ کے سات سو سال بعد حبقوق نبی ہوئے ہیں۔ آپ نے تجلّی فاران کو ایک پیشگوئی قرار دیا ہے۔ صحیفہ حبقوق میں ہے۔

"خداوند جنوب سے اور قدوس کوہِ فاران سے آئے گا۔"

ترجمہ کے یہ الفاظ کیتھولک بائیبل ۱۹۲۵ء سے اقتباس کئے گئے۔

حضرت سلیمان علیہ السّلام نے حبقوق سے قبل دس ہزار قدوسیوں والی بشارت کو غزل الغزلات میں بڑی خوبصورتی سے سمولیا۔

"۔۔۔ وہ دس ہزار میں جھنڈے کی طرح ایستادہ ہے۔ .... ہاں وہ سراپا محمدیم ہے۔ اے یروشلم کی بیٹیو! یہ ہے میرا محبوب یہ ہے میرا جانی۔" (غزل الغزلات ۵/۱۶)

بائیبل کے نئے عہد نامہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے بھائی یہودا کی طرف ایک خط منسوب ہے۔ یہودا کہتے ہیں کہ دس ہزار قدوسیوں والی بشارت آدم کی ساتویں پشت تک پیچھے جاتی ہے۔ (خط یہودا ۱/۱۴)

کتابِ مقدس کے ان حوالوں سے بشارتِ ربّانی کی حقانیت اور قدر و قیمت کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔

اس تمہید کے بعد اب آیئے رسالہ "کلام حق" کے چیلنج کی طرف ـــــ پادری کے ایل ناصر صاحب ایم اے گوجرانوالہ سے

ایک ماہنامہ "کلامِ حق" نکالتے ہیں۔ اس ماہنامہ کے ماہ ستمبر ۱۹۸۱ء کے شمارہ میں جناب پال آرنسٹ کا ایک مضمون زیرِ عنوان "ایک زبردست چیلنج کا زبردست جواب" شائع ہُوا ہے۔

یہ مضمون درحقیقت اس پیشگوئی پر پردہ ڈالنے کی سعی ناکام ہے جو ابھی تک بائیبل میں اس کے محرّف و مبدل ہوجانے کے باوجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی ذات بابرکات کی آمد کے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آخری وصیّت میں موجود ہے۔

یہ پیشگوئی فتح مکّہ کے موقعہ پر بڑی شان سے پوری ہوئی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم دس ہزار صحابہ کے ساتھ آئے۔ اور مکّہ سے تمام بُت نکال باہر کئے۔ اور توحید کا پرچم پوری شان سے لہرانے لگا۔

یاد رکھنا چاہئیے کہ ۱۹۵۱ء سے قبل تمام اردو بائیبلوں میں "دس ہزار" کے الفاظ ہی ہیں۔ لیکن بعد میں یہ الفاظ ـــ "لاکھوں میں سے آیا" میں تبدیل کر دیئے گئے۔ اس تبدیلی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پال آرنسٹ صاحب اپنے مضمون زیرِ بحث میں فرماتے ہیں۔

- "ترجمے میں صرف تعداد یا گنتی کی غلطی تھی"۔
- "یہ ترجمہ عیسائی ایک سو سال تک کرتے رہے"۔
- "نئے ترجمہ میں معمولی غلطیاں تھیں۔ وہ دُور کردی گئیں"۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ بقول مسلمانوں کے عیسائیوں کو اس معمولی سی غلطی کو دُور کرنے کے لئے سو سال کے بعد ہوش آیا تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہ بات درست ہے۔

گویا اُن کے نزدیک "دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا" غلط ترجمہ ہے۔ اور "لاکھوں میں سے آیا" صحیح ترجمہ ہے۔ سو سال کے بعد ہوش تو آگیا۔ سے ہائے اس زُود پشیماں کا پشیماں ہونا۔

دوسری بات وہ یہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ کوئی پیشگوئی نہیں۔ اور دلیل اس کی یہ دیتے ہیں۔ کہ تمام صیغے ماضی کے استعمال کئے گئے ہیں۔ اس لئے یہاں بنی اسرائیل کے نازل سفر کا علامتی اظہار ہے۔ پس تورات کی اس عبارت کو بانیٔ اسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم پر چسپاں کرنا ایک غلطی ہے۔

پالؔ صاحب نے "فاران" کے متعلق بھی اپنے مضمون میں بحث اٹھائی ہے اور چونکہ بائیبل میں "فاران" کو "پاران" لکھا ہے۔ اس لئے وہ اس پیشگوئی کی چمکار کو دھندلانے کے لئے بزعم خود کہتے ہیں۔ کہ "فاران" اور ہے۔ "پاران" اَور ہے۔

مضمون کے آخر میں وہ یہ پوچھتے ہیں کہ عبرانی میں وہ کونسا لفظ ہے۔ جس کے معنے "دس ہزار ساتھی" کے ہیں۔

پالؔ صاحب کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ "دس ہزار" ۱۹۵۱ء سے پہلے کی اردو بائیبل میں ہے۔ جو غلط ترجمہ کی بناء پر لکھا گیا ہے۔ اصل میں "لاکھوں" ہونا چاہیئے۔ کیونکہ انگریزی بائیبل سے جن الفاظ کا ترجمہ "دس ہزار" کیا گیا ہے وہ TEN THOUSANDS ہے نہ کہ TEN THOUSAND اور چونکہ (S) جمع کے لئے آتا ہے۔ اس لئے TEN THOUSANDS کے معنے لاکھوں ہوئے نہ کہ دس ہزار۔ اس بحث کو ہم طول نہیں دینا چاہتے۔ ایک ہی دلیل کافی ہے۔ اور یہ فیصلہ کن ہے۔

۱۹۷۶ء میں بائیبل کا نیا ترجمہ منظرِ عام پر آیا ہے۔ نام ہے GOOD NEWS BIBLE اس کے مرتبین نے پال آرنسٹ

کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ یہ وہ انگریزی ترجمہ ہے۔ جو دنیا کی تمام بائیبل سوسائٹیوں بشمول پاکستان بائیبل سوسائٹی کا تسلیم شدہ مستند ترجمہ ہے۔ پال صاحب تسلی کے لئے تمام بائیبل سوسائٹیوں کے نام اس بائیبل پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ جن میں پاکستان بائیبل سوسائٹی لاہور کا نام بھی درج ہے۔

GOOD NEW BIBLE میں یہ پیشگوئی اس طرح درج ہے۔

"THE LORD CAME FROM MOUNT SANAI, HE ROSE LIKE THE SUN OVER EDOM AND SHONE ON HIS PEOPLE FROM MOUNT PARAN. TEN THOUSAND ANGELS WERE WITH HIM ; A FLAMINING FIRE AT HIS RIGHT HAND.

یعنی خداوند سینا سے آیا۔ وہ ادومیہ (شعیر) پر سورج کی طرح آشکارا ہوا۔ اور اپنی امت پر کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار فرشتے اس کے ساتھ تھے۔ اور ایک آتش فروزاں اس کے داہنے ہاتھ پر۔"

اس ترجمہ بائیبل میں TEN THOUSAND ہے (S) کے اضافہ سے "TEN THOUSANDS" نہیں۔ پال آرنسٹ ایسے لوگوں کو سمجھانے کے لئے کہ اسے سہوِ کتابت نہ سمجھ لینا۔ بلکہ یہی صحیح ترجمہ ہے۔ حاشیہ میں اس کی تشریح بھی کر دی گئی ہے۔ اُمید ہے صاحب موصوف اس کا مطالعہ فرمائیں گے۔ اور سمجھ جائیں گے۔ کہ ترجمہ "دس ہزار" ہی درست اور صحیح ہے۔

اب ہم اس بات کو لیتے ہیں کہ آیا یہ واقعی پیشگوئی ہے یا بقول پال صاحب بنی اسرائیل کے کسی سفر کا علامتی اظہار ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سات سو سال بعد اُمت موسوی میں حبقوق نامی ایک پیغمبر ہوئے ہیں۔ ان کا صحیفہ بائیبل کے عہدِ عتیق میں شامل ہے۔ اس نوشتہ کے تیسرے باب میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نہ صرف فاران کے ذکر میں پیشگوئی ہے بلکہ اس کا ظہور ابھی نہیں ہوا۔ مستقبل میں ہونے والا ہے۔ پیشگوئی کے الفاظ پرانے تراجم میں تو یہ ہیں۔

" خدا تیمان سے، اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا۔ اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا۔ اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی۔" (حبقوق ۳/۳)

۱۸۷۸ء کی اردو بائیبل کے یہ الفاظ ہیں۔ حاشیہ میں وضاحت ہے۔ کہ آپ اسے یوں بھی پڑھ سکتے ہیں۔

"خدا جنوب سے اور وہ جو قدوس ہے۔ کوہ فاران سے آیا۔"

کیونکہ تیمان کے معنے جنوب کے ہیں۔ علماء تسلیم کرتے ہیں۔ کہ عبرانی متن یہاں صیغہ مضارع کا ہے۔ اس کے پیشِ نظر اب ترجمہ میں ترمیم ہو گئی ہے۔ GOOD NEWS BIBLE میں ہے

THE HOLY GOOD IS COMING FROM THE HILLS OF PARAN

" قدوس خدا فاران کی پہاڑیوں سے آرہا ہے ۔"

لاطینی بائیبل کا اردو ترجمہ ۱۹۲۵ء میں کاتھولک ٹرتھ سوسائٹی نے باین الفاظ کیا ہے ۔

" خداوند جنوب سے اور قدوس کوہ فاران سے آئے گا ۔"

کنعان کے جنوب میں ارضِ حجاز ہے ۔ یہ ایک روشن پیشگوئی ہے ۔ کہ مستقبل میں ارضِ حجاز میں خدا تعالیٰ کی تجلی ہوگی ۔ اور اس تجلی کا مرکز کوہِ فاران ہے ۔

اَب آیئے ۔ دس ہزار قدسیوں کے ذکر کی طرف ۔ انجیل کے خط یہودا میں ہے ۔ کہ یہ پیشگوئی آدم کی ساتویں پشت سے چلی آتی ہے ۔ ۱۶۱۱ء کے کنگ جیمیس ورشن میں اس پیشگوئی کا ترجمہ باین الفاظ ہے ۔

BEHOLD THE LORD COMETH WITH TEN THOUSANDS OF HIS SAINTS

ظاہر ہے کہ یہ ایک پیشگوئی ہے ۔ اور اس کی داغ بیل حضرت موسیٰ علیہ السلام سے صدیوں پیشتر ڈالی گئی ۔ بنی اسرائیل کی منازل سفر یا ان کی تعداد سے اس کا کوئی تعلق نہیں ۔

عیسائی دنیا کے بہت بڑے عالم آر ۔ ایچ ۔ چارلس نے تو کمال کر دیا ۔ وہ لکھتے ہیں ۔ کہ دوسری صدی قبل مسیح میں صحیفہ حنوک کے مرتب کے سامنے جو تورات تھی ۔ اس میں " دس ہزار قدسیوں " کی آمد کا ذکر بصیغہ ماضی نہیں تھا ۔ یعنی متن میں عبرانی لفظ اُتہ کی بجائے اُتا تھا ۔ جس کا مطلب یہ ہے ۔ کہ وہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آتا ہے جبکہ اُتہ سے مفہوم یہ ہوجاتا ہے ۔ " ۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا ۔" وہ لکھتے ہیں ۔

" ITS READING "ATA" IS RECOGNISED AS ORIGINAL-"

یعنی صحیفہ حنوک کے مرتبین نے متن میں اُتا کو صحیح اور درست قرار دیا ۔ گویا یہ ایک پیشگوئی ہے حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو ۔

THE APOCRYPHA OF OLD TESTAMENT — BY R.H. CHARLES P-172

اُمید ہے ۔ ان حقائق پر جناب آرنسٹ پال ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں گے اور اِسے پھر کبھی بنی اسرائیل کے زمانہ کا کوئی بھولا بسرا واقعہ قرار نہیں دیں گے اور بمصداق حق بحقدار رسید اسے ایک پیشگوئی سمجھیں گے ۔ یہ بشارت ہمارے آقائے نامدار رسولِ مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ باجود کی آمد پر پوری ہوگئی ۔

پال آرنسٹ نے " فاران " کے متعلق بھی اپنے مضمون میں بحث اٹھائی ہے ۔ اور چونکہ بائیبل میں " فاران " کو " پاران " کیا گیا ۔ اس لئے وہ اس پیشگوئی پر پردہ ڈالنے کے لئے بزعم خود کہتے ہیں ۔ کہ فاران اور ہے اور پاران اور ۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ حرفِ تہجی " ف " اور " پ " کا ابدال عام ہے ۔ عبرانی لغت میں " ف " کی سلک دیکھنے سے یہ اَمر خوب واضح ہوجاتا ہے ۔ کہ " ف " کا حرف " پ " میں بدل جاتا ہے ۔ لیکن شاید پال صاحب اتنی محنت کرنا گوارا نہ کریں ۔ اس لئے انہیں چاہیئے ۔ کہ انسائیکلو پیڈیا ببلیکا — ملاحظہ فرمالیں ۔ جس میں ہے کہ بنی اسرائیل جسے " پاران " کہتے ہیں ۔ وہی عربوں میں " فاران " ہے ۔ (مقالہ زیرِ لفظ — PARAN)

پھر یہ امر بھی قابلِ غور ہے۔ کہ پیشگوئی میں کوہِ فاران ہے۔ اور خود پال صاحب۔ اپنے مضمون میں تسلیم کرتے ہیں۔ کہ کوہ فاران مکّہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے ۔۔۔ کوہِ فاران اَور ہے۔ دشتِ فاران اور ۔ آرنسٹ پال صاحب نے دشت فاران کو بحث کی بنیاد بنایا ہے۔ دُنیا کے جیّد عیسائی عالم "جیمس مونٹ گمری" نے اپنی مشہور کتاب "عربینیا اینڈ بائیبل" میں یہ ثابت کیا ہے۔ کہ کوہ فاران حجاز کے بعض "حرّات" یا "چسپال" کا نام ہے۔ اور اس کا فسلطین سے کوئی تعلق نہیں۔ دیکھئے اس کتاب کا صفحہ ۸۹۔

دراصل بات یہ ہے۔ کہ تورات کے بتائے ہوئے محلِ وقوع سے نہ سینا کا پتہ چلتا ہے۔ نہ فاران کا ۔ کوہِ طور کہاں ہے؟ یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ ستر سال کی جلاوطنی کے بعد جب بنی اسرائیل بابل سے کنعان میں واپس لوٹے تو کوہِ طور کا محلِ وقوع بھول گئے ۔۔۔ سینائی والا طُور عیسائی راہبوں کا متعین کیا ہُوا ہے۔ اس لئے فاران انہیں کب یاد رہ سکتا تھا۔ البتہ "فاران" کے بارہ میں انہیں اتنا یاد رہ گیا۔ کہ وہاں ہاجرہ واسماعیل کے لئے ایک کنواں ظاہر ہُوا تھا وہ اپنے خیال میں اس مقام کو حجاز سے اٹھا کر کنعان کے جنوب میں لے آئے۔

اس یاد داشت کے پس منظر سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے۔ کہ "فاران" وادیٔ بطحا کے علاوہ اور کسی جگہ نہیں۔ خصوصًا جب ہم اس کے ساتھ تورات کے اس واقعہ کی تطبیق کرتے ہیں۔ جو پیدائش باب ۲۱ میں درج ہے۔ کہ ہاجرہ نے فاران میں پھوٹ پڑنے والے کنوئیں سے خود بھی پانی پیا اور بچے کو بھی پلایا۔ فاران کا روٹ عربی میں فَارَ - فورًا ہے اس کے معنے ہیں سخت جوش مارنا۔ پھوٹ کر نکل پڑنا۔ بتایئے۔ یہ کس وادی کا نام ہو سکتا ہے؟ یہ وادی بکّہ ہے جس کا چشمہ تاریخ ساز ہے۔

یہ عجیب بات ہے۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی اس چشمہ کو وادی بکا میں پایا۔ اور اس کا ذکر کیا ہے۔

AS THEY PASS THROUGH THE VALLEY OF BECCA. IT BECOMES A PLACE OF SPRINGS.

جب حجاج وادیٔ بکا سے گزرتے ہیں۔ تو یہ وادی چشموں والی جگہ بن جاتی ہے۔

یہ ترجمہ گڈ نیوز بائیبل نے دیا ہے۔ لیکن اس عبارت سے پہلے یروشلم کے کوہ صیہون کے حج کا ذکر کر دیا۔ جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ وادی بکا یروشلم کے کہیں آس پاس ہے۔ نیو انگلش بائیبل کے علماء پرانے نسخوں سے مقابلہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ سیاق عبارت میں کوہِ صیہون کا ذکر متن کا حصّہ نہیں ہے۔ بلکہ اضافہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسے متن سے خارج کر دیا ہے ۔ نیو انگلش بائیبل کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"کتنے خوش قسمت ہیں۔ وہ لوگ جن کے دل مناسکِ حج (PILGRIM WAYS) کی راہوں پر ٹکے ہوئے ہیں۔ جونہی وہ بے آب وگیاہ وادی (بکا) میں داخل ہوتے ہیں تو وہ ایک چشمہ سے پانی حاصل کرتے ہیں۔" (زبور ۸۴/۶)

نیو انگلش بائیبل نے کوہ صیہون کا لفظ خارج کر دیا۔ لیکن وادی بکا کا ترجمہ بے آب وگیاہ وادی کر دیا۔ بہرکیف یہ بات واضح ہے کہ یہود نے تحریف لفظی سے کام لیا۔ اور وادی بکّہ کے مشہور چشمہ کو ۔ کوہِ صیہون کے علاقہ میں ظاہر کرنے کی پوری کوشش کی۔ یہ کوشش تورات میں بھی کی گئی۔ زبور داؤد میں بھی کی گئی۔ زبور کے پرانے نسخوں نے اس تحریف کو طشت از بام کر دیا۔ مضمون کے آخر میں جناب پال

"— ہم پھر اعلان کرتے ہیں۔کہ عبرانی میں وہ کونسا لفظ ہے جس کے معنے " دس ہزار ساتھی " کے ہیں —"

پال آرنسٹ صاحب! آپ کے اس اعلان کا جواب تو GOOD NEWS BIBLE کے علماء نے دے دیا۔ پاکستان بائیبل سوسائٹی کی مہر تصدیق — "گڈ نیوز بائیبل—" پر ثبت ہے۔اور آپ کے کے ایل ناصر صاحب ضرور اس سوسائٹی کے ممبر ہوں گے۔اور گڈ نیوز بائیبل کے مرتبین تو سند کا درجہ رکھتے ہیں۔جبکہ آپ کی پوزیشن اُن کے مقابلے میں ایسی ہی ہے جیسے۔ نقارخانے میں طوطی کی آواز۔

گڈ نیوز بائیبل کے علماء نے استثنا $\frac{33}{2}$ پر ایک نوٹ بھی دیا ہے۔

PROBLE TEXCT TEN THOUSAND... RIGHT HAND, HEBREW UNCLEAR.

اس نوٹ کا مفہوم یہ ہے۔ چونکہ عبرانی متن واضح نہیں ہے۔امکان غالب ہے۔کہ یہ ترجمہ درست ہے۔جو" دس ہزار" سے شروع ہوتا ہے۔اور" داہنے ہاتھ " پر ختم ہوتا ہے۔

گویا دس ہزار ہی ترجمہ صحیح اور درست ہے۔آرنسٹ پال کے چیلنج کا جواب علماء بائیبل نے دے دیا۔اس طرح صداقت کھل گئی۔ اور حق ظاہر ہوگیا۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ

(اعراف آیت ۱۵۸)

وہ لوگ جو ہمارے اس رسول کی اتباع کرتے ہیں جو نبی ہے اور اُمّی ہے جس کا ذکر تورات اور انجیل میں ان کے پاس لکھا ہوا موجود ہے۔

تورات میں آیا:۔

(۱)۔ "اور مرد خدا موسیٰ نے۔۔۔۔۔۔کہا خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر آشکارا ہوا۔ وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔اس کے دہنے ہاتھ میں ان کے لئے آتشیں شریعت تھی۔" (استثنا، باب ۳۳ آیت ۱ تا ۳)

(۲) "خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔" (استثنا، باب ۱۸ آیت ۱۶)

انجیل میں آیا:۔

"جس پتھر کو معماروں نے رد کیا۔وہی کونے کے سرے کا پتھر ہوا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور تمہاری نظروں میں عجیب ہے۔اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی۔اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے گی دے دی جائے گی۔ اور جو اس پتھر پر گرے گا اس کے ٹکڑے ہوجائیں گے۔مگر جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔"

(متی باب ۱ - آیت ۴۲ تا ۴۴)

"خدا کا سایہ اُس کے سَر پر ہو گا"

(از مکرم مرزا خلیل احمد صاحب قمر ——— وقفِ جدید ربوہ)

۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کا دن تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ جب حضرتِ اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے دُنیا کو ایک ایسے وجود کی بشارت دی جس کے وجود کے ساتھ اشاعت کی مہم کا خاص تعلق ہے چنانچہ الٰہی نوشتوں کے مطابق یہ وجود باسعود ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہُوا۔ تو اشاعت کے عالمگیر غلبہ کے لئے حضرت اقدس نے ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو شرائط بیعت کا اعلان فرمایا۔ اس سے یہ تعلق واضح ہوجاتا ہے جو حضرت مصلح موعود کے وجود کے ساتھ کی اشاعت کی کوششوں کا تعلق ہے۔ پیشگوئی مصلح موعود بہت سی خصوصیات کی حامل ہے۔ ذیل میں صرف "خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا"۔ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعود اپنے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

"۱۸۸۹ء میں پیشگوئی کے مطابق آپ کے ہاں ایک بیٹا ہُوا جس کا نام آپ نے تفاؤل کے طور پر (کیونکہ آپ نے لکھا تھا کہ ابھی مجھ پر یہ نہیں کھُلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا کوئی اور ہے۔) محمود رکھا۔ کیونکہ اس بیٹے کا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے محمود بتایا گیا تھا۔ اور چونکہ الہام میں اس کا ایک نام بشیر ثانی بھی رکھا گیا تھا۔ اس لئے اس کا پورا نام بشیرالدین محمود احمد رکھا گیا۔ خدا کی قدرت ہے۔ اتفاقاً اس لڑکے کی جو کھلائی مقرر کی گئی وہ شدید امراض میں مبتلا تھی۔ ایسے شدید امراض میں کہ اس کے سات آٹھ بلکہ نو بچے کچھ بچپن میں کچھ بڑے ہوکر سِل اور دق سے مر گئے تھے۔ اس عورت نے بغیر اس کے کہ لڑکے کے والدین سے اجازت حاصل کئے اس کو دودھ پلایا۔ عموماً اس قسم کی عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں چلی جاتی ہیں اور اس وجہ سے کہ بچہ انہیں جلدی واپس نہ لانا پڑے۔ اسے دودھ پلا دیتی ہیں۔ اس عورت نے بھی بغیر اجازت کے اس لڑکے کو دودھ پلا دیا اور اس طرح دق سِل اور خنازیر کے جراثیم اس بچے کے اندر چلے گئے۔ چنانچہ جب دو سال کا ہُوا تو پہلے اسے کھانسی ہوئی اور پھر وہ شدید خنازیر میں مبتلا ہوگیا۔ اور کئی سال تک مدقوق و مسلول رہا۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ ایک بہت بڑا نشان ظاہر کرنا تھا۔ اس لئے خدا نے اس کو بچا لیا۔ لیکن خنازیر کا مرض برابر سے رہا۔ بلکہ بعض دفعہ خنازیر کی گلٹیاں پھُول کر گیند کے برابر برابر ہوجاتیں۔ اور مسلسل بارہ تیرہ سال تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ ڈاکٹر اور طبیب مختلف ادویہ کی مالش کراتے اور کھانے کے لئے بھی کئی قسم کی دوائیں دیتے۔ جب وہ لڑکا جوان ہُوا تو اس بیماری نے دوسری شکل اختیار کرلی۔ اور اسے سات آٹھ مہینے متواتر بخار آتا رہا۔ اطباء کہتے تھے کہ اس کا بچنا مخدوش ہے اور اب شاید ہی یہ جانبر ہو سکے۔ اس وجہ سے وہ مدرسے میں بھی پڑھ نہیں سکتا تھا۔ جب وہ مدرسے جاتا تو چونکہ اس کی آنکھوں میں ککرے بھی تھے اس لئے وہ بورڈ کی طرف نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اور اگر دیکھتا تو اس کے سر میں درد شروع ہوجاتا اس وجہ سے پڑھائی کی طرف توجہ

نہیں کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے استادوں نے بانی سلسلہ سے شکایت کی کہ یہ لڑکا پڑھتا نہیں۔ انہوں نے کہا یہ بیمار ہے اس پر زیادہ زور نہ دو۔ مدرسے میں آتا رہے۔ اور کوئی لفظ اس کے کان میں پڑ جائے اتنا ہی کافی ہے زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں۔ یہاں تک کہ اس نے سکول کا کوئی امتحان بھی پاس نہ کیا۔ پرائمری میں شاید پاس ہُوا ہو۔ اور غالباً وہ پرائمری میں بھی پاس نہیں ہُوا۔ لیکن مڈل میں وہ یقیناً فیل ہُوا۔ اور انٹرنس میں بھی یقیناً فیل ہُوا۔ جب وہ انٹرنس میں پڑھتا تھا تو اس کی لیاقت کا یہ حال تھا کہ امتحان پر جانے سے قبل جب اس نے گھر کا امتحان دیا تو ٹو Two جو انگریزی کا ایک معمولی سا لفظ ہے اس کو اس نے ٹُو Tow لکھ دیا اور استاد نے حیرت سے پوچھا کہ یہ کیا لفظ ہے۔ مَیں تو اسے نہیں جانتا یہ اس کی تعلیم کا حال تھا ....

جس شخص کی جسمانی صحت ایسی ہو اور تعلیمی حالت اتنی کمزور ہو تو اس سے کسی قسم کی توقع نہیں رکھی جاسکتی کہ وہ بڑا ہو کر ایک تعلیمیافتہ جماعت کی قیادت کر سکے گا۔ مگر وہ تو ایک موعود فرزند تھا جس کی تعلیم کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا تھا۔ اور اس کی تعلیم کے لئے غیب سے ایسے سامان مہیّا فرمائے کہ ان علوم کے ماہرین بھی اس کے تدبّر اور فہم و فراست کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ کیونکہ اس کے قادر و توانا کا وعدہ تھا کہ "خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا" اس خدا نے اپنے وعدہ کو ہر آن اور ہر قدم پر سچا کر دکھایا.........

"....آپ لوگ جانتے ہیں میں اس وقت کس کی طرف اشارہ کر رہا ہوں۔ مَیں اپنے متعلق کہہ رہا ہوں مَیں ہی وہ ہوں جو بارہ تیرہ سال تک خنازیر کے مرض میں مبتلا رہا۔ مَیں ہی وہ ہوں جو مہینوں نہیں سالوں مدقوق و مسلول لوگوں کی طرح بیمار رہا۔ جیسے ہماری زبان میں بعض لوگوں کے متعلق کہا کرتے ہیں کہ وہ نہنگ لگتے ہیں۔ مَیں ہی وہ ہوں جو نہایت کمزور دُبلا اور نحیف تھا۔ پھر مَیں ہی وہ ہوں جس کی آنکھوں میں تیرہ چودہ سال کی عمر میں شدید ککرے ہو گئے۔ اور مَیں پڑھائی کے ناقابل ہو گیا۔ یہاں تک کہ مَیں بورڈ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ مَیں ہی وہ ہوں جو مڈل میں بھی فیل ہُوا اور انٹرنس میں۔ اور مَیں ہی وہ ہوں جسے انگریزی کا ایک معمولی لفظ ٹو Two بھی نہیں لکھنا آتا تھا اور مَیں نے ٹو کی بجائے Tow لکھ دیا۔"

(الفضل ۱۹، فروری ۱۹۶۰ء)

جماعت کی قیادت

چنانچہ ابھی آپ نوعمر ہی تھے اور جماعت احمدیّہ کی قیادت کی ذمہ داری ابھی آپ کے کندھوں پر نہیں پڑی تھی اس وقت برصغیر پاک و ہند کے مشہور صحافی ایم اسلم نے آپ کے متعلق تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

" صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد سے بھی مل کر ہمیں از حد مسرت ہوئی۔ صاحبزادہ صاحب نہایت خلیق اور سادگی پسند انسان ہیں۔ علاوہ خوش خلقی کے بڑی حد تک معاملہ فہم اور مدبّر بھی ہیں۔ علاوہ دیگر باتوں کے جو گفتگو صاحبزادہ صاحب موصوف

کے اور میرے درمیان ہندوستان کے مستقبل پر ہوئی اس کے متعلق صاحبزادہ صاحب نے جو رائے اقوام عالم کے زمانہ ماضی کے واقعات کی بناء پر ظاہر فرمائی۔ وہ نہایت ہی زبردست مدبرانہ پہلو لئے ہوئے تھی"۔ (از بدر مارچ ۱۹۱۳ء)

حضرت مصلح موعود کو قرآنی علوم خدا تعالیٰ نے اس قدر سکھائے جو اس زمانہ میں دُنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے ضروری تھے اور حضور نے جا بجا قرآنی تعلیم کو دُنیا کے سامنے رکھا ہر علم اور ہر مسئلہ کے حل کے لئے قرآن مجید کی طرف رجوع کرنے کی تلقین فرمائی۔ ان قرآنی علوم کے متعلق قرآن مجید کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"دنیوی لحاظ سے میں پرائمری فیل ہوں مگر چونکہ گھر کا مدرسہ تھا اس لئے اوپر کی کلاسوں میں مجھے ترقی دے دی جاتی تھی۔ پھر مڈل میں فیل ہوا۔ مگر گھر کا مدرسہ ہونے کی وجہ سے پھر مجھے ترقی دے دی گئی۔ آخر میٹرک کے امتحان کا وقت آیا تو میری ساری پڑھائی کی حقیقت کھل گئی اور میں صرف عربی اور اردو میں پاس ہوا۔ اور اس کے بعد پڑھائی چھوڑ دی۔ گویا میری تعلیم کچھ بھی نہیں مگر آج تک ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے میرے سامنے قرآن کریم کے خلاف کوئی اعتراض کیا ہو اور پھر اُسے شرمندگی نہ ہوئی ہو۔ بلکہ اُسے ضرور شرمندہ ہونا پڑا ہے۔ اور اب بھی میرا دعویٰ ہے کہ خواہ کوئی کتنا بڑا عالم ہو وہ اگر قرآن کریم کے خلاف میرے سامنے اعتراض کرے گا تو اسے ضرور شکست کھانی پڑے گی اور وہ شرمندہ اور لاجواب ہوئے بغیر نہیں رہ سکے گا۔ میں یورپ بھی گیا ہوں۔ مگر ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے علمی اور مذہبی میدان میں خدا تعالےٰ کے فضل سے فتح نہ پائی ہو۔ بلکہ جب بھی انہوں نے مجھ سے گفتگو کی ہے انہیں ہمیشہ میری فوقیت اور میرے دلائل کی مضبوطی کو تسلیم کرنا پڑا۔

ایک دفعہ کچھ لوگ مجھے ملنے کے لئے قادیان گئے۔ ان میں سے ایک مسٹر لیوکس تھے جو اس وقت فورمین کرسچین کالج کے پرنسپل تھے .... ان کے ساتھ مسٹر ہیوم بھی تھے جو وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کے سیکرٹری تھے اور مسٹر والٹر بھی تھے جو ان کے لٹریری سیکرٹری تھے۔ میرے سامنے انہوں نے بعض سوالات کئے جن کا میں نے جواب دیا۔ اور ان کو ایسا شرمندہ کیا کہ مسٹر لیوکس نے سیلون میں جا کر ایک تقریر کی۔ جس میں انہوں نے کہا کہ عیسائیت اور اسلام کے درمیان جو جنگ جاری ہے اس کا فیصلہ کسی بڑے شہر میں نہیں ہوگا بلکہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں ہوگا۔ جس کا نام قادیان ہے"۔

(تفسیر کبیر سورہ کوثر ص۴۷۵)

اعترافِ اغیار

آپ کے قرآنی علوم سے واقفیت اور قرآن فہمی کا مولانا ظفر علی خان صاحب نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے ان الفاظ میں اعتراف کیا۔

"کان کھول کر سنو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے مرزا محمود کے پاس قرآن ہے۔.. ...... تمہارے پاس کیا دھرا ہے ..... مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے اشارے پر ان کے

پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے......... مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دُنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔" (سازش ص۱۹۶ مؤلفہ مولانا مظہر علی اظہر)

حضرت مصلح موعود نے ۳ / مارچ ۱۹۲۷ء کو حبیبیہ ہال میں علامہ سر محمد اقبال کی صدارت میں مذہب اور سائنس کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنے صدارتی ریمارکس میں کہا۔

"ایسی پُر از معلومات تقریر بہت عرصہ کے بعد لاہور میں سُننے میں آئی ہے۔ اور خاص کر جو قرآن شریف کی آیات سے مرزا صاحب نے استنباط کیا ہے وہ نہایت عمدہ ہے......... میں اپنی تقریر کو زیادہ دیر تک جاری نہیں رکھ سکتا تا مجھے اس تقریر سے جو لذت حاصل ہو رہی ہے وہ زائل نہ ہو جائے۔ اس لئے میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔"

(ماخوذ از الفضل ۱۵ / مارچ ۱۹۲۷ء)

۱۹۲۴ء میں لنڈن میں کل مذاہب کانفرنس منعقد ہوئی تو حضرت مصلح موعود کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لے جاتے ہوئے دمشق میں بھی چند روز قیام فرمایا تو دمشق کے مشہور اخبار العمران نے اپنی اشاعت میں آپ کی آمد کی خبر ان الفاظ میں شائع کی۔

"ابھی آپ کے دار الخلافہ میں تشریف لانے کی خبر شائع ہوئی تو بہت سے علماء اور فضلاء آپ کے ساتھ گفتگو کرنے اور آپ کی دعوت کے متعلق آپ سے مناظرہ و مباحثہ کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں پہنچ گئے اور انہوں نے آپ کو نہایت عمیق ریسرچ رکھنے والا عالم اور سب مذاہب اور ان کی تاریخ و فلسفہ کا گہرا مطالعہ رکھنے والا اور شریعتِ الٰہیہ کے حکمت و فلسفہ کی واقفیت رکھنے والی شخصیت پایا۔" (العمران ۱۰ / اگست ۱۹۲۴ء)

جب آپ نے ۱۴ / مارچ ۱۹۴۴ء کو مصلح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا تو آپ نے لاہور۔ دہلی۔ لدھیانہ۔ ہوشیارپور میں تقاریر فرمائیں آپ نے ہوشیارپور میں تقریر کرتے ہوئے یہ دعویٰ فرمایا۔

"آج میں دعویٰ کے ساتھ اعلان کرتا ہوں بلکہ آج سے نہیں۔ بیس پچیس سال سے میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ دُنیا کا کوئی فلاسفر۔ دُنیا کا کوئی پروفیسر، دُنیا کا کوئی ایم اے پاس خواہ وہ ولایت کا پاس شدہ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا ہو۔ خواہ وہ فلسفہ کا ماہر ہو۔ خواہ وہ منطق کا ماہر ہو۔ خواہ وہ علم النفس کا ماہر ہو۔ خواہ وہ سائنس کا ماہر ہو۔ خواہ وہ دُنیا کے کسی علم کا ماہر ہو میرے سامنے اگر قرآن اور اسلام پر اعتراض کرے تو نہ صرف اس کے اعتراض کا جواب دے سکتا ہوں۔ بلکہ خدا کے فضل سے اس کا ناطقہ بند کر سکتا ہوں۔ دُنیا کا کوئی علم نہیں جس کے متعلق خدا نے مجھ کو معلومات نہ بخشی ہوں۔" (الفضل ۱۹ / فروری ۱۹۶۰ء)

برصغیر پاک و ہند کے نامور صحافی اور درگاہِ نظام الدین اولیاء کے متولّی نے آپ کی فہم و فراست اور قائدانہ صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کی قلمی تصویر کھینچی ہے۔

"اکثر بیمار رہتے ہیں مگر بیماریاں ان کی عملی مستعدی میں رخنہ نہیں ڈال سکتیں۔ انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان

کے ساتھ کام کرکے اپنی مغلئی جوانمردی کو ثابت کر دیا ہے اور یہ بھی کہ مغل ذات کارفرمائی کا خاص سلیقہ رکھتی ہے۔ سیاسی سمجھ بھی رکھتے ہیں اور مذہبی عقل وفہم میں بھی قوی ہیں اور جنگی ہنر بھی جانتے ہیں۔ یعنی دماغی اور قلمی جنگ کے ماہر ہیں۔"

(اخبار عادل دہلی ۲۴؍ اپریل ۱۹۳۳ء)

ہندوستان کے مشہور انگریزی اخبار لائٹ آپ کی ملی خدمات اور قوتِ کار کو سراہتے ہوئے آپ کو عصرِ حاضر کی نمایاں شخصیت قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے۔

"مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب موجودہ وقت کی ایک ممتاز شخصیت ہیں۔ ہمیں پورا اتفاق ہے کہ ان میں وہ تمام عناصر موجود ہیں۔ جو لیڈرشپ کو مضبوط بناتے ہیں۔ غیر معمولی فراست اور اور اعلیٰ درجہ کا حسن تدبر۔ مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی تجاویز کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے پرجوش عزم اور ان سب سے بڑھ کر آپ ایک قوتِ عمل رکھنے والی شخصیت ہیں اور یہ تمام صفات آپ کو عصرِ حاضر کی تاریخ کی نمایاں شخصیت قرار دیتی ہیں۔" (لائٹ یکم ستمبر ۱۹۴۷ء)

بیروت کے اخبار "الیوم" نے اپنی اشاعت میں حضرت مصلح موعود اور جماعت احمدیہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔

"خلیفہ مرزا بشیرالدین محمود احمد کو پاکستان میں مذہبی اعتبار سے بڑی عظمت و اہمیت حاصل ہے آپ کی عمر اس وقت ساٹھ سال ہے۔ اور آپ کا تعلق پنجاب کے دارالحکومت لاہور سے ہے۔

آپ مسائل میں ثقہ سمجھے جاتے ہیں۔ اور جماعتِ احمدیہ کے امام ہیں جو اکنافِ عالم تک پھیلی ہوئی ہے اور عقائد کی تبلیغ کر رہی ہے اور دنیا کے اکثر ممالک میں تبلیغی مراکز کے قیام میں اس کا نمایاں دخل ہے اس مذہبی لیڈر نے پاکستان کی تاسیس اور مسئلہ کشمیر میں کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے افراد فقیر سے لے کر وزیر تک ایک خاص نظام سے وابستہ ہیں مرزا بشیرالدین محمود احمد متقی پارسا اور مستجاب الدعوات ہیں۔ محمد ظفراللہ خان وزیرِ خارجہ پاکستان نے انگریزی اور اردو زبانوں میں آپ کی سیرت لکھی ہے۔ اس عظیم مذہبی لیڈر نے تعلیمات کی تفسیر میں اردو اور انگریزی میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کشمیر کمیٹی کے صدر بھی رہے ہیں۔ اسی طرح آپ نے مسلمانانِ ہند کی طرف سے مذاہبِ عالم کانفرنس میں بھی نمائندگی کی جو ۱۹۲۴ء میں بمقام لندن منعقد ہوئی۔" (الیوم ۲۲ کانوان الاول ۱۹۴۹ء)۔

مشہور مفسر قرآن مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی نے آپ کی وفات پر مندرجہ ذیل نوٹ لکھا۔

"قرآن اور علوم قرآنی کی عالمگیر اشاعت کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں۔ ان کا صلہ اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرمائے اور ان خدمات کے طفیل ان کے ساتھ تمام معاملہ درگذر فرمائے علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح و ترجمانی وہ کر گئے ہیں۔ اس کا بھی ایک بلند ممتاز مرتبہ ہے۔" (اخبار صدق جدید لکھنو)

سنگاپور کے اخبار ملیشیا ملیالی نے لکھا۔

"احمدی مسلمانوں کے لیڈر مرزا بشیرالدین محمود احمد فوت ہو گئے" ــــ کراچی ۱۳؍ نومبر۔ احمدیہ مسلم روحانی لیڈر مرزا

بشیر الدین محمود احمد احمدیہ جماعت کے مرکز ربوہ پاکستان میں ۸ نومبر کو وفات پا گئے۔ مرزا صاحب مرحوم کو سپرد خاک کرنے سے پہلے احمدیہ جماعت کے نئے خلیفہ یا روحانی لیڈر کا انتخاب کیا جائے گا۔

مرزا صاحب احمدیہ جماعت کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے خاص موعود بیٹے تھے جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو قادیان پنجاب میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۴ء کو اپنی جماعت کے دوسرے امام منتخب کئے گئے۔ آپ اپنی امامت میں تقریباً نصف صدی تک اپنی جماعت کی قیادت فرماتے رہے۔

آپ کا اہم ترین کام یہ سمجھا جاتا ہے کہ آپ نے اپنے زمانہ امامت میں مذہب　　کی تبلیغ کے کام کو دنیا بھر میں زمانہ کے موجودہ تقاضوں کے مطابق ایک نئے اسلوب اور جدید طریق پر کامیابی سے چلایا۔"

(روزنامہ ملیشیا ملیالی سنگاپور ۱۷ نومبر ۱۹۶۵ء)

پاکستان کے مشہور اخبار نے آپ کی وفات پر درج ذیل نوٹ لکھا۔

" جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود احمد آج ربوہ میں انتقال کر گئے ہیں۔ انہیں کل صبح دس بجے جماعت کے نئے سربراہ کے انتخاب کے بعد ربوہ میں دفن کیا جائے گا۔ انتقال کے وقت مرزا صاحب کی عمر ۷۷ سال تھی وہ ۱۹۱۴ء میں اپنی جماعت کے امام مقرر ہوئے۔ وہ دو مرتبہ یورپ بھی گئے۔ انہوں نے افریقہ، امریکہ اور یورپ میں جماعت کی طرف سے تبلیغی مشن قائم کرنے میں گہری دلچسپی لی۔ انہوں نے دوسرے ملکوں میں ۴۹ مشن قائم کئے اس وقت تک جماعت کی طرف سے ۵۲ مشن قائم کئے جا چکے ہیں۔ انہوں نے ۱۹۲۲ء میں شدھی تحریک کی مخالفت اور آریہ سماجیوں کے خلاف مناظرے کئے۔ ۱۹۳۱ء میں کل ہند کشمیر کمیٹی کی قیادت کی تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کا ساتھ دیا اور ۱۹۴۸ء میں احمدی رضا کاروں کی ایک بٹالین تیار کر کے کشمیر لڑنے کے لئے بھیجی ان کے ماننے والوں کی تعداد تیس لاکھ بتائی جاتی ہے۔ اور دنیا میں ۳۱۱ مسجدیں تعمیر کرنے کے علاوہ تبلیغی اداروں کا جال پھیلایا۔ ان کی جماعت نے کلام پاک کے جرمنی، ولندیزی، انڈونیشی اور سواحیلی زبان کے علاوہ اور کئی زبانوں میں ترجمے شائع کئے۔"　　(امروز ۹ نومبر ۱۹۶۵ء)

فرمایا: "سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا..... اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ سخت ذہین اور فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا..... جس کا نزول بہت مبارک اور جلال "کے ظہور کا موجب ہوگا۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نکتہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وکان امرًا مقضیا۔" (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

ربوہ

(عبدالسلام اسلام۔ لاہور)

(۱)

بِنا محمود نے رکھی براہیمی دُعاؤں سے
ہلایا عرشِ اعظم کو تڑپتی التجاؤں سے
خزاں تقدیر ویرانہ جو تھا محروم چھاؤں سے
وَاں چشمے پھُوٹ نکلے حضرتِ اقدس کے پاؤں سے
عدم کی رات میں اُبھرا کوئی خورشید ہستی سے
یہ دیوانوں کی بستی ہے۔ یہ دیوانوں کی بستی ہے

(۲)

یہاں جلسہ سالانہ کا منظر رُوح پرور ہے
خشوعِ قلب کی دولت حضور ہے
دَہل جاتے ہیں کوہ و دَر دھڑکتا چرخِ اخضر ہے
فضا میں گونجتا جب نعرۂ "اللہ اکبر" ہے
نہیں لفظوں میں آسکتا جو رنگِ جذب ومستی ہے
یہ دیوانوں کی بستی ہے۔ یہ دیوانوں کی بستی ہے

(۳)

بہشتی مقبرہ میں وہ مقدس لوگ سوتے ہیں
فلک آنسو بہاتا ہے ستارے جن کو روتے ہیں
جو تن من بیچ دیں اپنا وہی عشاق ہوتے ہیں
رَضائے یار پاتے ہیں جو جان و مال کھوتے ہیں
یہاں جو بھی ہے خوابیدہ چراغِ راہِ ہستی ہے
یہ دیوانوں کی بستی ہے۔ یہ دیوانوں کی بستی ہے

ناظم اعلیٰ مجالس انصار اللہ نائیجیریا

مکرم الحاج ابوبکر گکوئی

الحاج ابوبکر گکوئی بھی اُن خوش قسمتوں میں سے ہیں جنہیں امسال جلسہ سالانہ میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ عربوں کی طرح لمبا کرتہ۔ اور پاجامہ زیب تن۔ سر پر کالی جناح کیپ۔ آقا بلال کے بالوں کی مانند گھنگھریالے بال۔ ہنس مکھ چہرہ۔ ستر سٹھ سال کی عمر لیکن کوئی کوئی بال سفید۔ آپ کا ایک بچہ مبارک نامی جامعہ احمدیہ سے قرآن حفظ کر کے وطن واپس ہو چکا ہے۔ دوسرا بچہ عبدالقدوس جامعہ میں قرآن حفظ کر رہا ہے۔ ان کی دو بیویاں ہیں اور بیس بچے۔ کہنے لگے موصی ہوں اولاد کا بھی ۱/۱۰ راہِ خدا میں دے دیا ہے۔

الحاج ابوبکر صاحب ریٹائرڈ سِول سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ وہ سٹینوگرافر، سٹیٹ سیکرٹری کے ٹائپسٹ۔ میئر کے پرائیویٹ سیکرٹری رہے۔ آخر میں مارکیٹ سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔

ریٹائرمنٹ کے بعد وہ تین سال سے جماعت کا ہی کام کر رہے ہیں۔ وہ نائیجیریا کی ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبر ہیں۔ انصار اللہ کے ناظم اعلیٰ ہیں۔ وہ ناظم اعلیٰ پہلی بار ۱۹۷۷ء میں منتخب ہوئے تھے۔ انہوں نے بتلایا کہ اس سال نائیجیریا میں انصار اللہ کا جو اجتماع منعقد ہوا اُس میں حاضرین کی تعداد پندرہ صد کے قریب تھی۔ میرے سوال پر انہوں نے بتلایا کہ نائیجیریا میں انصار کی تعداد پچاس ہزار کے قریب ہے۔ مجالس کی بیداری کے لئے وہ سب سے مؤثر ذریعہ ذاتی رابطہ سمجھتے ہیں۔ وہ تمام مجالس کا دَورہ کرتے ہیں اور پندرہ روزہ اجلاس باقاعدگی سے بلاتے ہیں۔

میرے اِس سوال پر کہ قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر کے دَورہ کا ردِّ عمل آپ کے ملک میں کیا ہُوا۔ انہوں نے جواب دیا یہ لمحات ہماری زندگی کے بیش قیمت لمحات تھے۔ اس کے نتیجہ میں ہمیں نئی رُوح اور نئی زندگی نصیب ہوئی۔

الحاج ابوبکر نے بتلایا وہ لیگوس اسٹیٹ میں رہتے ہیں۔ اُن کا مکان شہر سے کوئی پانچ میل دُور ہے۔ الحاج ابوبکر ربوہ میں چوتھی بار آئے ہیں۔ پہلی بار وہ ۱۹۷۰ء میں ربوہ آئے تھے۔ وہ دو بار حج بیت اللہ سے مشرف ہو چکے ہیں۔

میرے سوال پر کہ ربوہ اور قادیان کے بارہ میں آپ کے کیا تاثرات ہیں۔ انہوں نے کہا یہاں نیکی اور مذہب کا ہی ذکر اور چرچا ہے جس سے ان کی تقدیس ظاہر ہے۔

نائیجیریا کے مستقبل کے بارہ میں انہوں نے کہا نائیجیریا میں احمدیت کا مستقبل تابناک اور درخشندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر روز ہمیں ترقی حاصل ہو رہی ہے۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام نائیجیریا کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔ اور میرا یقین ہے کہ تین صدیوں میں ایسا ہو کر رہے گا جیسا کہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا۔

الحاج ابوبکر نے بتلایا کہ اردو میں وہ حضرت اقدس کی کتب نہیں پڑھ سکتے۔ مجھے امید ہے جب میرے بچے یہاں سے پڑھ کر واپس

تشریف لے جائیں گے۔ پھر یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

انہوں نے بتلایا کہ نائیجیریا میں ہاؤسا قبیلہ میں کچھ تعصب ہے۔ لیکن یہ تعصب ہمارا کچھ نقصان نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں بھی اب احمدیت نفوذ کر رہی ہے۔

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے انہوں نے بتلایا معلّم ابراہیم مقامی مبلّغ ہاؤسا سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ اس مرتبہ وہ بھی میرے ساتھ آئے ہیں۔ ان پر کئی بار قاتلانہ حملہ ہو چکا ہے۔ اور ان کے کئی دفعہ مباحثات وہاں ہو چکے ہیں۔ اب وہاں بفضلہ تعالیٰ امن ہے۔

اس کے علاوہ وہاں ہمارے سکولوں کے قیام سے بھی تعصب دُور ہو رہا ہے۔ اور جماعت کی تعداد بھی بتدریج بڑھ رہی ہے۔

وہاں ہمارا مشنری کالج بھی قائم ہو چکا ہے۔ یہ دو سال پہلے قائم ہوا تھا۔ اس میں دس طلباء ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں اس میں معیار تعلیم مڈل پاس ہے۔ ایسا ہی مشنری کالج گھانا میں بھی قائم ہے۔ ہماری ضروریات کے لئے تین سالہ ٹریننگ کافی ہے۔

الحاج ابوبکر نے بتلایا وہاں جماعت کی تعداد پانچ لاکھ کے قریب ہے۔ سات ہسپتال قائم ہو چکے ہیں۔ ملک میں ہماری مساجد کی تعداد ایک سو پچاس ہے۔ ہر مسجد مشن ہاؤس کا بھی کام دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ خبر وہاں بھی پوری ہو رہی ہے۔

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد"

محترم الحاج ابوبکر کا قیام تحریک جدید کے بڑے ریسٹ ہاؤس میں تھا۔ لیکن ان کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ وہ ہر نماز حضرت امام جماعت کی اقتداء میں ادا کریں۔

اے روشنیوں اور نُور کے خالق۔ تو نے ان کالے جسموں والوں کے دل کس قدر منور کر دیئے۔ و ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء

کامل یقین، کامل اُمید، کامل محبّت، کامل وفاداری

"دُعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اس کے ربّ میں ایک تعلق مجاذبہ یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ پھر بندہ کے صدق کی ..... کششوں سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے۔ اور دُعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جو فت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل اُمید اور کامل محبّت اور کامل وفاداری اور کامل ہمّت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے۔ پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہِ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ تب اس کی رُوح اس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوّتِ جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ تب اللہ جلّشانہٗ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور اس دعا کا اثر اُن تمام مادّی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اُس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔" (برکات الدعا صفحہ ۵، ۶)

محترم بشیر احمد آرچرڈ صاحب کی زیورک میں آمد

انصاراللہ کی طرف سے تقریب عشائیہ

پہلے انگریز مبلّغ کے قبولِ احمدیّت کے ایمان افروز حالات

(مرسلہ مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ ۔ ناظم اعلیٰ انصاراللہ سوئٹزرلینڈ)

تیس سال بعد سرزمین سوئٹزرلینڈ کو انگریز مجاہد محترم بشیر احمد آرچرڈ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ یورپ کے کئی ملکوں میں یورپین مخلصین گرانمایہ خدمتِ دین بجا لا رہے ہیں۔ لیکن ہمارے انگریز بھائی واقفِ زندگی ہونے کے لحاظ سے ایک منفرد شخصیت ہیں۔ پینتیس چھتیس سال سے اعلائے کلمۃ اللہ میں اخلاص محنت و فدائیت کے ساتھ مصروف ہیں۔ اور پھر برادرم شیخ ناصر احمد صاحب اور خاکسار کے لئے تو اُن کی تشریف آوری ان کے "ہمدم دیرینہ" ہونے کے باعث خاص مسرّت کا موجب تھا۔ ذوق نے سچ کہا ہے۔

اے ذوقؔ! کسی ہمدمِ دیرینہ سے ملنا　٭　بہتر ہے ملاقاتِ مسیحا و خضر سے

چونکہ ہمارے معزز مہمان انصاراللہ میں شامل تھے۔ مجلس انصاراللہ سوئٹزرلینڈ نے خواہش کی کہ وہ اُن کے اعزاز میں عشائیہ کی تقریب منعقد کریں جسے از راہِ نوازش محترم الحاج مسیم مہدی صاحب مبلّغ انچارج نے منظور فرمالیا۔ ۲۸ نومبر بروز ہفتہ شام کے کھانا کے بعد جس کی تیاری میں برادران شیخ ناصر احمد صاحب میاں عبدالشکور صاحب اور میر ذکریا صادق صاحب نے اپنے جوہر دکھائے۔ روحانی مائدہ کی نشست شروع ہوئی۔ مشن ہاؤس کی نچلی منزل میں مستورات کے لئے مائیکروفون کے ذریعہ آواز پہنچانے کا انتظام کیا گیا تا وہ بھی مستفیض ہوسکیں۔

محترم حافظ ڈاکٹر محمد اسحٰق صاحب نے تلاوت قرآن کریم فرمائی اور خاکسار نے اپنے معزز مہمان کا تعارف کرواتے ہوئے انہیں اپنی مجلس کی طرف سے خوش آمدید عرض کی اور درخواست کی کہ وہ اپنے قبول احمدیت کے حالات سنائیں۔

مسٹر آرچرڈ نے فرمایا کہ وہ اپنے متعلق بات کرنا پسند نہیں کرتے۔ اس میں انہیں ہمیشہ تأمل ہوتا ہے۔ لیکن آپ کی خواہش کی تعمیل کو فرض سمجھتے ہوئے اختصار سے عرض کئے دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔

دوسری عالمی جنگ کے دوران مجھے حکومت انگلستان نے کیڈٹ (CADET) منتخب کیا اور ٹریننگ کے لئے ہندوستان میں بمقام جالندھر بھجوایا۔ ٹریننگ کی تکمیل کے بعد مجھے خانپور لگایا گیا۔ اور پھر برما میں محاذ جنگ پر بھجوا دیا گیا۔ میں گورکھا رجمنٹ کا افسر تھا۔ اسلام کا نام اب تک میرے سامنے نہ آیا تھا۔ لیکن ہندو مذہب میں مجھے قدرے دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ میرے حوالدار کلرک احمدی تھے۔ انہوں نے اسلام کا مجھ سے ذکر کیا اور مجھے "اسلامی اصول کی فلاسفی" مطالعہ کے لئے دی۔ (میں نے اسے اَب تک کم از کم تیس چالیس بار پڑھا ہے) لیکن چونکہ اسلام کا بنیادی علم کوئی نہ تھا میں نے کوئی قدم نہ اٹھایا۔ میں اسلام سے ابھی دور تھا۔

فوجیوں کو محاذ جنگ پر چھٹیاں ملتی ہیں۔ مجھے بھی چھٹی ملنے والی تھی۔ مَیں نے حوالدار کلرک سے بات کی کہ وہ مشورہ دیں۔ مجھے تعطیلات میں کہاں جانا چاہیئے۔ انہوں نے کہا۔ صاحب! قادیان جائیے۔ وہاں میرے تعلق والے موجود ہیں۔ مَیں آپ کے لئے رہنے کا انتظام کر دیتا ہوں۔ مَیں نے اُن سے پوچھا یہ قادیان یہاں سے کتنی دُور ہوگا۔ بتایا تقریباً ایک ہزار میل۔ مَیں نے کہا۔ نہیں نہیں میں وہاں نہیں جا سکتا۔ اتنا لمبا سفر۔ یہ بہت دُور ہے۔ لیکن مَیں نے دیکھا کہ حوالدار کلرک کا چہرہ سفید ہوگیا۔ ایسے معلوم ہُوا جیسے میرے نفی میں جواب سے انہیں بڑا صدمہ ہُوا۔ مجھے اس سے تکلیف ہوئی۔ مَیں نے نہ چاہا کہ ان کو دکھ دُوں۔ پس مَیں نے انہیں کہا۔ چلئے ٹھیک ہے۔ جہاں آپ کہتے ہیں مَیں چلا جاتا ہوں۔ آپ خط لکھ دیں۔

رستہ میں ایک دو مقام پر ٹھہرتے ہوئے مَیں قادیان پہنچ گیا۔ مَیں نے کسی کو اپنے پہنچنے کے وقت کی اطلاع نہ دی تھی۔ یہ گرمی کا موسم تھا۔ مَیں نے ایک تانگہ کرایہ پر لیا اور شہر کو روانہ ہوگیا۔ بڑی ہچکولوں والی سڑک تھی اور پھر یہ شہر پہنچا تو تنگ گلیوں میں داخل ہوگیا۔ آخر ایک جگہ رُکا اور جو نام مَیں نے بتایا تھا کہا یہ اُن کا مکان ہے۔ میرے پاس حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا نام تھا۔ تانگہ بان نے کہا یہ سیڑھیاں ہیں اوپر چڑھ جاؤ اور کنڈی کھٹکھٹاؤ۔ مَیں نے کنڈی کو لکڑی کے دروازہ کے ساتھ مارا تو ایک سفید ریش بزرگ نے دروازہ کھولا۔ انہوں نے تانگہ والے کو آواز دی اور کہا کہ انہیں مہمان خانہ لے جاؤ۔ چنانچہ وہ لے آیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بزرگ سبز عمامہ اور چوغہ زیب تن کئے ہوئے پہنچ گئے۔ اور مجھے معلوم ہُوا کہ یہ امریکہ میں احمدیت کے پہلے مبلّغ تھے۔

حضرت مفتی صاحب نے میرا بڑا خیال رکھا۔ دوسرے بزرگوں سے ملاقات کروائی۔ قادیان میں ساتھ گھمایا اور سب سے بڑی نوازش یہ فرمائی کہ قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر سیدنا حضرت مصلح موعود کی خدمت میں لے گئے۔ مجھے یاد ہے کہ سیڑھیاں تھیں جن سے ہم اوپر چڑھ گئے۔ حضور کی پاک صورت نے مجھے بڑا ہی متأثر کیا۔ میرے دل نے کہا یہ انسان جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ یہ یقیناً ایک پاکباز وجود ہے۔

آخر میری واپسی کا وقت آگیا۔ مجھے امرتسر سے گاڑی لینی تھی جو چالیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ قادیان سے امرتسر کو روانہ ہُوا۔ وہاں پہنچا تو کئی فوجی افسر مل گئے جیسا کہ ہمارا طریق تھا ایسے اسٹیشن پر موقع ملتا تو ریفریشمنٹ روم میں چلے جاتے اور شراب پیتے۔ میں ۱۴ سال کی عمر سے شراب کا عادی تھا۔ اور اس کی مجالس میرے لئے کشش رکھتی تھیں۔ اپنے قادیان کے سفر میں بھی شراب کو نہ بھولا تھا۔ میرے سوٹ کیس میں دو شراب کی بوتلیں موجود تھیں۔ ایک رم کی اور دوسری وسکی کی۔ مَیں مہمان خانہ میں اپنے بکس کو کھولتا تو یہ نظر پڑتیں۔ مگر قادیان کے پاکیزہ ماحول میں مجھے پینے کی جرأت نہ ہوئی۔ اَب امرتسر سٹیشن پر شراب کے ساتھی مل گئے۔ اور مَیں اُن کے ساتھ ریفریشمنٹ روم میں چلا گیا وہ پینے لگے لیکن مجھے گھِن آئی کہ قادیان اور اَب یہ شراب خانہ! مَیں کس جگہ آگیا ہوں! فوراً باہر نکل آیا۔ اور یہ آخری بار تھی کہ مَیں ایسی جگہ میں داخل ہُوا۔ نہ صرف یہ کہ اب میرے لئے جو آٹھ نو سال سے شراب کا عادی تھا شراب پینا ممکن نہ تھا بلکہ پینے والوں کی مجلس میں موجودگی بھی مجھے گوارا نہ تھی۔

برما کے محاذ جنگ پر واپس اپنے خیمہ میں پہنچ گیا۔ یہاں تو شراب کا خاصہ سٹاک میرے خیمہ میں موجود تھا۔ مَیں نے بوتلوں کو لیا اور ایک ایک کو پکڑ کر باہر پھینکنا شروع کر دیا۔ وہ لڑھکتی ہوئی دُور جا پڑیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ ٹوٹیں یا ثابت رہیں۔ مجھے ان سے سروکار نہ تھا۔ مَیں نے سب باہر پھینک دیں۔

مَیں اپنی داستان کو لمبا نہیں کرنا چاہتا۔ مجھے قادیان گئے چار ماہ ہوگئے تھے۔ مَیں نے احمدیت کو قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ بیعت فارم پُر

کرکے حضور کی خدمت میں قادیان بھجوادیا۔

جنگ ختم ہوگئی اور فوجیوں کے بحری جہاز میں برما سے واپسی انگلستان کو ہوئی۔ میری والدہ برسٹل میں رہتی تھیں۔ میں وہاں گیا دو دن اُن کے پاس ٹھہرا اور پھر لندن کا رُخ کیا۔ پٹنی ہائی سٹریٹ (PUTNEY HIGH STREET) میں پہنچا۔ ایک سپاہی سے مسجد کا راستہ پوچھا اور مشن ہاؤس ۶۳ میلرز روڈ کی گھنٹی جا بجائی۔ جناب مولوی شمس صاحب (مرحوم) نے دروازہ کھولا۔ ابھی سویرا ہی تھا۔ اور وہ ڈریسنگ گاؤن میں تھے۔ مشن ہاؤس میں باقی مبلغین کے ساتھ ٹھہرا۔ چند یوم کے بعد میں نے زندگی وقف کرنے کی درخواست کی جو مولانا شمس صاحب مرحوم نے حضور کی خدمت میں سفارش کے ساتھ بھجوائی اور حضور نے منظور فرمائی۔ مولانا مرحوم واپس چلے گئے۔ اور مشتاق احمد باجوہ صاحب مبلغ انچارج مقرر ہوئے۔ شیخ ناصر احمد صاحب بھی ان دنوں وہاں ہی تھے اور میں ان کے ساتھ "ہائیڈ پارک" تقریر کرنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ مجھے کئی سال تک مشتاق احمد صاحب باجوہ کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ میں گو نو آموز تھا مگر ان کا سلوک میرے ساتھ محبت کا رہا۔ باہمی پیار و تعاون سے یہ وقت گذرا۔ شیخ ناصر احمد صاحب سوئٹزرلینڈ میں مبلغ مقرر ہوئے اور چلے گئے لیکن باجوہ صاحب کے ساتھ لمبا عرصہ کام کرنے کا موقع پایا۔

آپ کی جماعت گو چھوٹی ہے لیکن مجھے آپ کے درمیان قیام سے بڑی روحانی مسرت حاصل ہوئی۔ پرانے دوستوں اور پاکستانیوں کے علاوہ سویس مخلصین سے مل کر ایمان تازہ ہوا۔ میں گلاسگو کو نئی تازگیٔ ایمان کے ساتھ بفضلہٖ تعالیٰ لوٹ رہا ہوں۔

برادرم آرچرڈ اپنے بیان میں ایک اہم حصہ چھوڑ گئے تھے۔ میں نے اُن سے پوچھا یہ بتائیے کہ کیا آپ کو کوئی الٰہی اشارہ بھی ہوا جو آپ کو احمدیت کی آغوش میں لے آیا۔ مگر جواب میں ٹال گئے۔ اگلے دن ۲۹ نومبر کو اُن کی واپسی تھی۔ ایئرپورٹ کی لاؤنج میں ہم اکٹھے بیٹھے تھے میں چونکہ اس بارہ میں سُن چکا ہوا تھا۔ اپنے سوال کی وضاحت کی۔ مسٹر آرچرڈ مسکرائے اور کہا میں آپ کے سوال کو سمجھ گیا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں لیکن اس موضوع پر میں کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا۔

آخر میں خاکسار نے اپنے معزز مہمان اور ان کے قیام کے دوران ان کے میزبان عزیز محترم رفیق احمد چانن جو ان کے ہم زلف ہیں، کا شکریہ ادا کیا۔ نچلی منزل میں بیگم آرچرڈ اور بیگم چانن کی والدہ محترمہ تھیں جو ۲۹ کو مسٹر آرچرڈ کے ہمراہ لندن جا رہی تھیں ان کو بھی الوداع کیا۔ ان کا زیورک میں قیام ہماری جماعت اور خصوصاً مستورات کے لئے بڑا بابرکت رہا۔ ایئرپورٹ پر نہ صرف انصاراللہ اور محترم امیر نسیم مہدی صاحب بلکہ مستورات اور عزیزان بھی الوداع کہنے کے لئے موجود تھے۔

مسٹر آرچرڈ کی قبول احمدیت کی داستان سے اس حقیقت کی نشان دہی ہوتی ہے کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وَاللّٰہُ یَھْدِی مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۲:۲۱۴) اللہ تعالیٰ نے اس انگریز نوجوان کو یہ سعادت بخشی اور انہیں ہزاروں میل دُور برما کے جنگلات میں لے گیا جہاں پتہ نہ چلتا تھا کہ جاپان کی گولی کدھر سے آتی ہے۔ اپنی قدرت سے انہیں وہاں سے ایک ہزار میل کا سفر کروایا اور قادیان پہنچا دیا۔ انہیں کتب کی ورق گردانی کی ضرورت ہی نہ تھی۔ انہیں اپنے نُور سے پاک کئے گئے ہوئے وجودوں کی صحبت سے اپنے فضل سے احمدیت کی آغوش میں لے آیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں برسٹل سے لندن مسجد نہ لایا۔ برسٹل سے برما لے گیا اور پھر قادیان گھما کر خدمتِ دین کے جذبہ سے سرشار کر کے مسجد لندن لایا۔ الحمدللہ۔

مختصر روداد اجلاس شوریٰ مجلس انصار اللہ مرکزیہ

منعقدہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۱ء بمقام مسجد اقصیٰ (مقام اجتماع)

(مرتبہ: مکرم شیخ خورشید احمد صاحب نائب منتظم شوریٰ ۱۹۸۱ء)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے چوبیسویں سالانہ اجتماع کے موقع پر حسبِ پروگرام ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۱ء بروز ہفتہ ۱۱ بجے قبل دوپہر صدر محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی صدارت میں شوریٰ انصار اللہ کا اہم اجلاس منعقد ہوا۔

صدر و نائب صدر صف دوم کا انتخاب

ایجنڈا کے مطابق سب سے پہلے انصار اللہ مرکزیہ کے صدر اور نائب صدر صف دوم کا انتخاب ہونا تھا۔ چونکہ یہ انتخاب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے نامزد نمائندہ کی صدارت میں ہونا تھا۔ لہذا صدر محترم نے اعلان فرمایا کہ ایجنڈا کی پہلی شق پر اب قائد صاحب عمومی کارروائی کروائیں گے۔ اس پر قائد عمومی مکرم منور شمیم خالد صاحب نے اعلان کیا کہ انصار اللہ کے صدر اور نائب صدر صف دوم کا انتخاب کروانے کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے محترم محمود احمد صاحب بنگالی صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو اپنا نمائندہ نامزد فرمایا ہے لہذا ان سے درخواست ہے کہ سٹیج پر تشریف لاکر اجلاس کی صدارت کریں اور اگلے تین سال کے لئے صدر اور نائب صدر صف دوم کا انتخاب کروائیں اس پر مکرم محمود احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کی صدارت میں ایجنڈا کی پہلی شق پر کارروائی شروع ہوئی۔

سب سے پہلے صدرِ اجلاس نے مکرم قائد صاحب عمومی سے ارشاد فرمایا کہ وہ صدر اور نائب صدر کے انتخاب کے سلسلہ میں کی گئی کارروائی کی رپورٹ پیش کریں۔ اس پر قائد صاحب عمومی نے بتایا کہ دستور اساسی کے مطابق مجالس انصار اللہ سے صدر اور نائب صدر صف دوم کے عہدوں کے لئے جو نام تجویز ہو کر آئے وہ مجالس کو بھجوائے گئے تاکہ نمائندگان اپنی اپنی مجالس کی رائے کے مطابق ووٹ دے سکیں۔ اس کے بعد صدرِ اجلاس نے نام پیش کئے جن پر رائے لی گئی اور بھاری اکثریت سے نمائندگان نے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے انتخاب کے حق میں سفارش کی۔

نائب صدر صف دوم کے بارہ میں مکرم قائد صاحب عمومی نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس سلسلہ میں مجالس انصار اللہ کی طرف سے محترم چوہدری حمید اللہ صاحب اور صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ایم اے کے نام تجویز ہو کر آئے۔ لیکن محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کی عمر بفضلِ تعالیٰ ۷۰ سال سے تجاوز کر چکی ہے اس لئے قواعد انتخاب کے مطابق اُن کا نام تجویز نہیں کیا جا سکتا لہذا اب نائب صدر صف دوم کے لئے صرف محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ایم اے کا نام ہی پیش کیا جاتا ہے۔ تمام نمائندگان نے متفقہ طور پر نائب

صدر صف دوم کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کے حق میں رائے دی۔

انتخاب کی کارروائی مکمل ہونے پر محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ مرکزیہ شوریٰ انصار اللہ کی سفارشات حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کے لئے تشریف لے گئے اور بعد میں ابھی شوریٰ کا اجلاس جاری ہی تھا کہ دو بجے بعد دوپہر مکرم محمود احمد صاحب موصوف نے سٹیج پر تشریف لا کر اعلان کیا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شوریٰ کی سفارشات کو منظور فرمالیا ہے جس کے مطابق اب آئندہ تین سال کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر انصار اللہ مرکزیہ اور محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب نائب صدر صف دوم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں یہ اعزاز ہر لحاظ سے مبارک کرے۔ آمین۔

دستور اساسی میں تبدیلیاں

اس کے بعد ایجنڈا کی تجویز ۲ زیر غور آئی جو مجلس انصار اللہ ربوہ ضلع جھنگ کی طرف سے ان الفاظ میں تھی :-

"دستور اساسی میں بعض سقم اور تضاد معلوم ہوتے ہیں جن کو دور کرنے کے لئے تجویز ہے کہ مجلس شوریٰ انصار اللہ ماہرین دستور سازی اور اردو دان حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کرے جو دستور اساسی کو از سر نو ترتیب دے کر مجلس عاملہ مرکزیہ میں پیش کرے۔"

اس تجویز پر بحث شروع کرتے ہوئے مجلس ربوہ کے زعیم مکرم عبدالسمیع حسنی صاحب نے یہ استفسار کیا کہ اس سلسلہ میں پچھلے سال جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس کی کارگزاری سامنے آنی چاہیئے۔ چنانچہ صدر محترم کے ارشاد پر مذکورہ کمیٹی کے صدر محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے بتایا کہ اس کمیٹی کا دائرہ کار دستور اساسی کی صرف ایک شق یعنی قاعدہ ۱۶۵ پر غور کرنے تک محدود تھا نہ کہ پورے دستور اساسی پر۔ دوران بحث محترم مرزا عبدالحق صاحب سرگودھا نے یہ رائے دی کہ اس تجویز میں "ماہر دستور سازی" اور "اردو دان" کے الفاظ موزوں نہیں لہذا انہیں حذف کر دیا جائے۔ صدر محترم نے بھی اس سے اتفاق کیا اور ترمیم پیش کرنے کا ارشاد فرمایا۔

ازاں بعد صدر محترم نے اس تجویز اور مجوزہ ترمیم کے بارہ میں نمائندگان کو اظہار خیال کرنے کا موقع دیا چنانچہ شیخ رحمت اللہ صاحب کراچی۔ راجہ نذیر احمد ظفر صاحب ربوہ۔ بشیر الدین کمال صاحب راولپنڈی۔ شیخ عبدالمنان صاحب راولپنڈی نے اپنے اپنے خیال کا اظہار کیا اور مکرم مرزا عبدالحق صاحب کی مجوزہ ترمیم کو منظور کرنے کا مشورہ دیا جس سے نمائندگان نے بھی اتفاق کیا۔ چنانچہ اس کے بعد تجویز کے الفاظ یوں تبدیل ہو گئے۔

"دستور اساسی پر دوبارہ تفصیلی غور کرنے کیلئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے۔ اگر اس میں کوئی سقم یا اشکال ہوں تو ان کو دور کیا جا سکے۔"

صدر محترم نے نمائندگان سے یہ مشورہ لیا کہ آیا کمیٹی کی سفارشات دوبارہ شوریٰ میں پیش ہوں۔ یا مجلس عاملہ مرکزیہ کی وساطت ہی آخری منظوری کے لئے حضور کی خدمت اقدس میں پیش کی جائیں۔ اس سلسلہ میں راجہ نذیر احمد صاحب ظفر ربوہ۔ شیخ مبارک محمود صاحب پانی پتی ربوہ۔ چوہدری نعمت اللہ صاحب حیدر آباد۔ عبدالسمیع حسنی صاحب ربوہ۔ ڈاکٹر احمد حسن صاحب گجرات۔ چوہدری غلام دستگیر

صاحب فیصل آباد ۔چوہدری محمد اسحاق صاحب لاہور ۔اور خلیق عالم فاروقی صاحب کراچی نے باری باری اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اس بات سے اتفاق کیا کہ اس پر غور کرنے کے لئے کوئی کمیٹی مقرر ہونی چاہیئے مگر اس تجویز کے آخری حصّہ پر رائے لینے کے لئے یہ سوال پیدا ہوا کہ آیا کمیٹی کی سفارشات مجلس عاملہ مرکزیہ کی وساطت سے حضور کی خدمت میں منظوری کے لئے پیش ہوں یا مجلس شوریٰ کی وساطت سے ۔ نمائندگان کی بھاری اکثریت نے اس بات کے حق میں رائے دی کہ کمیٹی کی سفارشات پر مجلس عاملہ مرکزیہ غور کرکے اپنی سفارشات آخری منظوری کے لئے حضور کی خدمت میں پیش کرے ۔ازاں بعد کمیٹی کی تشکیل کا مرحلہ پیش آیا ۔محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب ربوہ کی تجویز پر نمائندگان کی بھاری اکثریت کی رائے کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا کہ صدر محترم خود مناسب اور موزوں افراد پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر فرمائیں جو اپنی سفارشات مجلس عاملہ مرکزیہ کو پیش کرے ۔اس کمیٹی کے ممبران کی تعداد کے بارہ میں بھی فیصلہ صدر محترم کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ۔صدر محترم نے فرمایا ناظمین اضلاع اور انفرادی طور پر نمائندگان شوریٰ بھی اس بارہ میں مجھے بذریعہ خطوط ایک ماہ کے اندر اندر مشورہ دیں کہ اُن کے علاقوں کے ایسے کون کون سے انصار ہیں جنہیں اس کمیٹی کا ممبر بنانا چاہیئے ۔ پھر ایک مناسب حال کمیٹی کا اعلان کر دیا جائے گا ۔

زعیم اعلیٰ کا انتخاب

سب کمیٹی نے دستور اساسی کی شق ۱۶۵ کو اس شکل میں منظور کرنے کی سفارش کی :۔

"زعیم اعلیٰ کا انتخاب مرکزی نمائندہ یا ناظم ضلع یا پریذیڈنٹ یا اُن کے نمائندے کی نگرانی میں ہوگا" اور بقیہ حصّہ حسب سابق رہنے دیا جائے ۔

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل نمائندگان نے اپنی آراء پیش کیں ۔چوہدری محمد اسحاق صاحب لاہور ۔بشیرالدین کمال صاحب راولپنڈی صوبیدار صوفی رحیم بخش صاحب لاہور ۔شیخ مبارک محمود صاحب پانی پتی لاہور ۔راجہ نذیر احمد ظفر صاحب ربوہ ۔میاں محمد افضل صاحب ایران ۔چوہدری ہدایت اللہ صاحب بنگوی انگلستان اور نسیم خالد صاحب قائد عمومی ربوہ ۔ بالآخر مجلس شوریٰ کی بھاری اکثریت نے اس بات کو تو رد کر دیا کہ قاعدہ ۱۶۵ میں مجوّزہ تبدیلی کا کام بھی نئی کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے اور یہ فیصلہ کیا کہ اس قاعدہ کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بدل کر منظور کر لیا جائے ۔

"زعیم اعلیٰ کا انتخاب مرکزی نمائندے کی نگرانی میں ہوگا"

بقیہ حصّہ حسب سابق رہنے دیا جائے ۔

سالانہ اجتماع اور ربوہ کے انصار

اس کے بعد ایجنڈا کی تجویز ۳ زیر غور آئی جس کے الفاظ یہ ہیں :۔

"ربوہ کے انصار کو اجتماع کے دوران کھانے میں شامل کرنے سے متعلق مجلس شوریٰ نے گذشتہ سال ایک سب کمیٹی کے سپرد یہ معاملہ غور کے لئے پیش کیا تھا۔ اس سلسلے میں مکرّم صدر صاحب سب کمیٹی اپنی رپورٹ برائے غور پیش کریں گے۔"

اجتماع کے موقع پر ربوہ کے انصار کے لئے کھانے کا انتظام کرنے کے سلسلے میں سب کمیٹی کی سفارش یہ تھی کہ چونکہ ربوہ کے انصار کو اجتماع کے دوران کھانے میں شامل کرنے کے لئے بجٹ میں خاصا اضافہ کرنا ضروری ہے جس کی ابھی گنجائش نہیں ہے اس لئے سردست ہر سال صدر محترم خود ایسے انصار کا مناسب کوٹہ مقرر کر دیا کریں جن کے لئے گھروں پر جاکر کھانا مشکل ہو۔ ایسے انصار کے لئے کھانا مہیّا کر دیا جایا کرے۔

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے بحیثیت صدر سب کمیٹی اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس سب کمیٹی کے سپرد دو معاملے کئے گئے تھے۔ ایک دستور اساسی کی شق ۱۶۵ پر غور اور دوسرے اجتماع کے موقع پر ربوہ کے انصار کے لئے کھانا فراہم کرنے کا مسئلہ۔

اس تجویز پر مندرجہ ذیل نمائندگان نے اپنی آراء پیش کیں۔ چوہدری محمد اسحاق صاحب لاہور۔ ملک محمد الدین صاحب ترگڑی۔ ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی لاہور۔ سید عبدالغفور شاہ صاحب شیخوپورہ۔ رانا عطاء اللہ صاحب حیدرآباد۔ غلام احمد صاحب چغتائی مظفر گڑھ۔ خلیق عالم صاحب فاروقی کراچی۔ خواجہ وجاہت احمد صاحب کراچی۔ اعجاز احمد صاحب ایاز کاچیلو سندھ۔ منیر احمد صاحب سرگودھا۔ محمد برہان شاہد صاحب۔ میاں محمد افضل صاحب ایران۔ اور محمد سلیم صاحب ربوہ۔

خواجہ وجاہت احمد صاحب کراچی اور غلام احمد صاحب چغتائی مظفر گڑھ کی طرف سے اس سلسلہ میں سالانہ اجتماع کے چندہ کی شرح بڑھانے کے بارہ میں مختلف ترامیم بھی پیش ہوئیں۔

بحث کے دوران صدر محترم نے بعض نہایت اہم امور پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ نمائندگان کو یہ امر ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ جس تجویز کا اثر بجٹ پر پڑتا ہو اُس پر رائے دیتے وقت انہیں یہ بھی بتانا چاہیئے کہ اس طرح بجٹ میں متوقع اخراجات کی رقم کہاں سے مہیّا کی جائے گی۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر مجالس اپنا بجٹ تیار کرتے وقت انصار کی آمد کی صحیح تشخیص کیا کریں تو ہماری بہت سی مشکلات حل ہو سکتی ہیں اور ہماری آمد میں نمایاں اضافہ ہو سکتا ہے۔

آخر میں نمائندگان کی بھاری اکثریت نے سب کمیٹی کی سفارش کو منظور کرنے کے حق میں رائے دی۔

موجودہ مہنگائی اور بجٹ کی بعض مدّات

ایجنڈا کی چوتھی شق قیادتِ مال سے متعلق تھی جس کے الفاظ یہ تھے:۔

"موجودہ مہنگائی کی وجہ سے تجویز ہے کہ

(۱)۔ چندہ سالانہ اجتماع ۱½ فیصد سے بڑھا کر ۲ فیصد کر دیا جائے۔

(ب) - چندہ اشاعت لٹریچر ایک روپیہ سالانہ سے بڑھا کر ۲ روپے سالانہ کر دیا جائے ۔

(ج) - حصہ مجلس مقامی ۲۸ فیصد سے بڑھا کر ۳۰ فیصد کر دیا جائے ۔"

مجلس انصاراللہ شاہدرہ ٹاؤن کی پیش کردہ اس تجویز پر مکرم عبدالرشید غنی صاحب قائد مال ربوہ ۔ مکرم راجہ نذیر احمد ظفر صاحب ربوہ ۔ مکرم چوہدری محمد اسحٰق صاحب لاہور ۔ مکرم منیر احمد صاحب سرگودھا ۔ مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب سیالکوٹ ۔ مکرم شیخ مبارک محمود صاحب پانی پتی لاہور نے اپنی اپنی آراء پیش کیں ۔ اور آخر میں صدر محترم نے فرمایا میرے نزدیک اس تجویز کی تینوں شقیں رد کر دینی چاہئیں کیونکہ اصل خرابی بجٹ کی صحیح تشخیص نہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے اگر مجالس اپنے بجٹ صحیح تشخیص کریں اور پھر اس کے مطابق وصولی بھی ہو تو کسی بھی چندہ کی شرح کو بڑھانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی ۔ انشاء اللہ ۔

بعدہٗ جب نمائندگان سے رائے لی گئی تو بھاری اکثریت نے صدر محترم کی رائے سے اتفاق ظاہر کیا اور اس طرح یہ تجویز مسترد ہو گئی ۔

بجٹ انصاراللہ مرکزیہ ۱۳۶۱ ہش / ۱۹۸۲ء

ایجنڈا کی آخری شق بجٹ آمد و خرچ مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ بابت سال ۱۳۶۱ ہش / ۱۹۸۲ء منظوری کے لئے پیش کی گئی ۔ مکرم قائد صاحب مال نے بجٹ کے بارہ میں بعض اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور مکرم راجہ نذیر احمد صاحب ظفر ربوہ ۔ مکرم محمد اسحٰق صاحب لاہور ۔ مکرم منیر احمد صاحب سرگودھا ۔ مکرم محمد اسلم صاحب سیالکوٹ ۔ مکرم مبارک محمود صاحب پانی پتی لاہور ۔ مکرم ملک احسان اللہ صاحب لاہور نے بحث میں حصہ لیا ۔ بحث کے بعد نمائندگان شوریٰ نے متفقہ طور پر مجلس انصاراللہ مرکزیہ کے آئندہ سال (۱۳۶۱ ہش / ۱۹۸۲ء) کے بجٹ کو جو ۶,۱۷,۰۰۰ روپے آمد و خرچ پر مشتمل تھا منظور کرنے کی سفارش کی ۔

بالآخر پونے تین بجے بعد دوپہر شوریٰ انصاراللہ کا اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا ۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک ۔

ارشاداتِ عالیہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔

• ـــ "اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے ۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تمہارے لئے جاگے گا ۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اُسے دیکھے گا ۔ اور اس کے منصوبے کو توڑے گا ۔" (کشتی نوح صفحہ ۲۰)

• ـــ "تم ایسے برگزیدہ نبی کے تابع ہو کر کیوں ہمت ہارتے ہو ۔ تم اپنے وہ نمونے دکھلاؤ جو فرشتے بھی آسمان پر تمہارے صدق و صفا سے حیران ہو جائیں ۔" (کشتی نوح صفحہ ۱۵)

• ـــ "اس موقعہ کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا ۔" (کشتی نوح صفحہ ۱۷)

• ـــ "اے غافلو ۔ کیا تم ہمیشہ زندہ رہو گے ۔ کیا کبھی تم پوچھے نہیں جاؤ گے ۔ کیوں حد سے بڑھتے ہو ۔ کچھ اس مالک کا خوف کرو ۔ جو کبھی شریر کو بے سزا نہیں چھوڑے گا ۔" (آریہ دھرم صفحہ ۱۶)

مجلس انصار اللہ نائیجیریا کا آٹھواں سالانہ اجتماع

تعمیر مسجد کیلئے دو لاکھ روپے کی مالی قربانی

(مرتبہ۔ ملک محمد اکرم صاحب۔ پرنسپل احمدیہ مشنری ٹریننگ کالج —— آلارو)

حضرت المصلح الموعود کے مبارک وجود پر جنہوں نے افرادِ جماعت کو موتیوں کی طرح ایک لڑی میں پرو کر ایک اعلیٰ و بے مثال نظام جماعت احمدیہ کو عطا فرمایا۔ ان کی تربیت و تعلیم کے لئے لاثانی پروگراموں کی گائیڈ لائن عطا فرما کر جماعت پر اس قدر بھاری احسان فرمایا ہے کہ دِل بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ ؎ ملّت کے اِس فدائی پہ رحمت خدا کرے۔

ذیلی تنظیموں کے اجتماعات اور پروگرام اب دُنیا کے دیگر ممالک میں بھی جاری ہو چکے ہیں۔ جن کے ذریعہ جماعت کے افراد کی علمی، ذہنی، جسمانی اور روحانی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نائیجیریا میں بھی جلسہ سالانہ کے علاوہ دیگر جملہ تنظیموں کے اجتماعات باقاعدگی سے ہر سال منعقد ہوتے ہیں جن میں ملک کے کونہ کونہ سے دوست تشریف لا کر مستفید ہوتے ہیں۔ اس کا آغاز آج سے آٹھ سال قبل اس ملک میں کیا گیا تھا۔

مقامِ اجتماع کا انتخاب

نائیجیریا چونکہ ایک بہت ہی وسیع و عریض ملک ہے اس لئے ہر سال دُور دراز کے علاقوں سے دوستوں کا ہیڈ کوارٹرز پہنچ کر سالانہ اجتماع ATTEND کرنا کچھ مشکل ہے لہذا جماعت کے فیصلہ کے مطابق ہر سال اجتماع کا مقام بدل بدل کر مختلف STATES میں اجتماع منعقد کئے جاتے ہیں۔ مثلاً گذشتہ سال یہ اجتماع کاڈونہ سٹیٹ کے اہم شہر زاریہ (ZARIA) میں اور امسال اوگن سٹیٹ کے دارالحکومت ایبے کوٹا میں منعقد ہُوا۔ اور آئندہ سال انشاء اللہ بینڈل سٹیٹ کے دارالحکومت بنین (BENIN) میں ہوگا —— اور عموماً یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کوئی جماعت نسبتاً کمزور یا سُست ہے۔ وہاں پہ اجتماع کا انعقاد ان کے لئے ٹانک کا کام دیتا ہے اور وہ جماعت اس اجتماع کی بدولت اس قدر چُست اور تیز ہو جاتی ہے کہ تعجب ہونے لگتا ہے —— مثلاً جماعت احمدیہ ایبے کوٹا ایک چھوٹی سی مخلص جماعت ہے۔ اور ان کے پاس زونل مساجد کے علاوہ ایک وسیع مرکزی مسجد بھی ہے مگر وہ مسجد ایک ایسی جگہ پر واقع ہے جہاں پہنچ قدرے دقّت سے ہوتی ہے محترم امیر صاحب نے نہایت خوشکن چیلنج ان کو دیا کہ اگر جماعت ایبے کوٹا وعدہ کرے کہ اگلے اجتماع سے قبل مرکزی مسجد کے لئے موزوں جگہ خرید کر لے گی تو سالانہ اجتماع ایبے کوٹا میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ اس چیلنج کو جماعت ہٰذا نے بخوشی قبول کیا اور نہ صرف قبول کیا بلکہ وقت سے بہت پہلے نہایت ہی موزوں جگہ مرکزی مسجد کے لئے ایک وسیع قطعۂ زمین خرید کر لیا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک —— اس طرح تین اور چار اکتوبر ۱۹۸۱ء کو منعقد ہونے والے سالانہ اجتماع انصار اللہ کے انعقاد اور میزبانی کی سعادت جماعت احمدیہ ایبے کوٹا کو نصیب ہوئی۔

جماعت نے ایبے کوٹا میں اجتماع منعقد کرنے کے لئے بہترین جگہ کا انتخاب کیا اور انوار الدین سوسائٹی کے سکول کے پرنسپل صاحب سے رابطہ قائم کر کے دو ایام کے لئے سکول کی بلڈنگ کے ایک حصہ کے استعمال کی اجازت حاصل کر لی۔ یہ سکول ایبے کوٹا میں عمارت کے لحاظ سے سب سے بڑا اور وسیع سکول ہے۔ جس کا رقبہ کئی ایکڑوں پر مشتمل ہے، نیز شہر کے قلب میں مصروف ترین سڑکوں میں سے ایک پر واقع ہے۔

مقامِ اجتماع کی تزئین

خاکسار مع طلباء مشنری ٹریننگ کالج ایک روز قبل بروز جمعہ ایبے کوٹا پہنچ گیا۔ طلباء نے افرادِ جماعت کے ساتھ مل کر مقامِ اجتماع کو رنگدار جھنڈیوں اور بینرز کے ساتھ خوب سجا دیا۔ اور سادہ سا محراب بنا کر اس پر جلی حروف میں لکھا ہوا بینر لگایا جس پر ہر ایک کو یہ اجتماع ATTEND کرنے کی دعوتِ عام تھی۔

اجتماع کی تشہیر

جماعتِ احمدیہ نائیجیریا کے ہفتہ وار آرگن "دی ٹروتھ" میں اجتماع کے متعدد بار اعلانات شائع ہوئے۔ اس کے علاوہ اوگن سٹیٹ کے ریڈیو O.G.B.C. کے ذریعہ بھی اعلانات ہوئے۔ اور ایک مرتبہ سٹیٹ کی خبروں میں اس اجتماع کی تاریخ، وقت اور مقام کا اعلان براڈکاسٹ ہوا۔

وفود کی آمد

اجتماع کے لئے ۳ اور ۴ اکتوبر کا دن مقرر تھا۔ بعض مجالس کے نمائندگان ۲ اکتوبر کی رات کو پہنچ گئے۔ اکثر مجالس ۳ اکتوبر بروز ہفتہ صبح کو پہنچیں۔ بارہ بجے دوپہر تک علاقہ میں خاصی رونق پیدا ہو چکی تھی۔ ملک کے کونہ کونہ سے انصار اللہ اس اجتماع کے لئے کھچے چلے آئے۔ ہفتہ کے روز چونکہ یہاں عام تعطیل ہوتی ہے اور اشتہارات و بینرز بھی لوگوں کی توجہ کو کھینچ رہے تھے۔ اس لئے راہ گیر اور اہالیانِ شہر بھی خاصی تعداد میں آ جمع ہوئے۔ ہمارے دوست ان زائرین کو　　　احمدیت کا پیغام پہنچاتے اور اجتماع کے انعقاد کی غرض و غایت سے آگاہ کرتے رہے۔

استقبالِ امیر

مکرم و محترم مولانا محمد اجمل صاحب شاہد امیر و مشنری انچارج جماعت ہائے احمدیہ نائیجیریا، ری پبلک آف نائیجیریا، ری پبلک آف بنین اور ری پبلک آف ٹوگو جو نائب صدر مجلس انصار اللہ برائے مجالس مندرجہ بالا بھی ہیں، کی آمد ½ ۱۱ بجے متوقع تھی۔ چنانچہ مجلس انصار اللہ ایبے کوٹا کے زیرِ انتظام انصار اور خدام کے موٹر سائیکل سواروں کا ایک چوق و چوبند دستہ محترم امیر صاحب کے استقبال کے لئے ایبے کوٹا سے سات کلومیٹر باہر لیگوس۔ ایبے کوٹا ایکسپریس روڈ پر پہنچ گیا۔ محترم امیر صاحب عین وقت پر تشریف لائے۔ دوستوں نے اسلامی نعروں سے محترم امیر صاحب کا استقبال کیا۔ آپ نے کار سے اتر کر سب دوستوں سے مصافحہ کیا۔ پھر ایک جلوس کی شکل میں مقامِ اجتماع کی طرف روانہ ہو گئے۔ یونیفارمز میں موٹر سائیکل سوار خدام کو دیکھ کر دیگر کاروں نے آپ کی کار کو راستہ دیا۔ اس طرح ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے محترم امیر و نائب صدر صاحب مجلس انصار اللہ مقامِ اجتماع میں وارد ہوئے۔ جب آپ مقامِ اجتماع میں تشریف فرما ہوئے تو دوستوں نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ آپ نے گھوم پھر کر سارے انتظام کا وسیع جائزہ لیا اور بعض خامیوں کی نشاندہی کی۔

نمازِ ظہر و عصر کی ادائیگی

محترم نائب صدر صاحب مجلس انصار اللہ ½ ۲ بجے بعد دوپہر مقامِ اجتماع میں تشریف لائے۔ سکول کی وسیع مسجد میں نمازِ ظہر و عصر جمع کر کے ادا

کی گئیں۔ اور اجتماع سے متعلق ضروری ہدایات دی گئیں۔

پہلا دن ——— پہلا اجلاس

اجتماع کا آغاز

پروگرام کے مطابق مجلس انصاراللہ نائیجیریا کا آٹھواں سالانہ اجتماع محترم مولانا محمد اجمل صاحب شاہد نائب صدر مجلس انصاراللہ کی زیرِ صدارت سوا تین بجے شروع ہوا۔ تلاوتِ قرآن پاک مکرم ایس۔ ڈی۔ احمد صاحب لوکل مشنری برائے ابادان نے کی۔ تلاوت کے بعد محترم نائب صدر صاحب نے انصاراللہ کا عہد دوہرایا۔ آپ کی اقتداء میں انصار کے علاوہ خدام و اطفال اور دیگر حاضرین نے بھی عہد دوہرایا۔ یہ عہد پہلے انگلش اور پھر مقامی زبان یوربا میں دوہرایا گیا۔

عہد کے بعد محترم مولوی صفی الرحمٰن صاحب خورشید نے سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کا عربی قصیدہ در مدح سیدِ کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے چند اشعار ترنم کے ساتھ پڑھے۔

افتتاحی خطاب

قصیدہ کے پڑھے جانے کے بعد محترم نائب صدر صاحب نے مجلس انصاراللہ نائیجیریا کے آٹھویں سالانہ اجتماع کا افتتاح فرمایا۔ اس کا افتتاح دنیاوی میلوں کی طرح فیتہ کاٹ کر، غبارے یا کبوتر اڑا کر نہیں بلکہ اللہ جلّ شانہٗ کا نام لے کر کیا گیا۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح گوئی سے اس کا آغاز کیا گیا۔ اسلام کو ادیانِ اُخریٰ پر سربلند کرنے کی تجاویز اور سکیموں کے اعلانات سے اس اجتماع کی ابتدا کی گئی۔

محترم نائب صدر صاحب نے فرمایا کہ پندرھویں صدی ہجری کا یہ پہلا سالانہ اجتماع انصاراللہ ہے اور جیسا کہ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ بنصرہ العزیز متعدد بار فرما چکے ہیں، یہ صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی ہے۔ یہ افسانہ نہیں، حقیقت ہے۔ وقت بتائے گا کہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دیگر بے شمار پیشگوئیوں کی طرح یہ پیشگوئی بھی اپنی پوری شان و شوکت سے پوری ہوگی انشاءاللہ۔

محترم نائب صدر صاحب نے فرمایا کہ جہاں یہ عظمت والی پیشگوئی ہمارے دلوں کے لئے تسکین بخش پیشگوئی ہے وہاں یہ پیشگوئی ہمیں دعوتِ عمل بھی دیتی ہے۔ یہ دعوت ہے مالی قربانیوں کے لئے۔ اور یہ دعوت ہے اپنے اوقات اور ساری استطاعتوں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دینے کی آپ نے فرمایا میں اس اجتماع کا آغاز آپ کو ان ذمہ داریوں کی یاددہانیوں سے کرتا ہوں۔

افتتاحی خطاب کے بعد محترم نائب صدر صاحب نے دعا کروائی جس میں جملہ حاضرین بھی شریک ہوئے۔

سالِ گذشتہ کی رپورٹ کارگذاری

افتتاحی خطاب و دعا کے بعد مجالس انصاراللہ نائیجیریا کے ناظمِ اعلیٰ جناب الحاج اے۔ بی۔ آئی۔ لکوئی صاحب نے مجلس کی سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ محترم ناظم صاحب اعلیٰ نے اپنی مختصر مگر جامع رپورٹ میں چندہ کی وصولی، وقارِ عمل، تعلیمِ قرآن اور بعض دیگر امور کا ذکر فرمایا۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

حضرت فضلِ عمر کے بارہ میں حضرت اقدس کے ارشادات

تو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا ۔ دل دیکھ کر یہ احساں تیری ثنا میں گایا
صد شکر ہے خدایا صد شکر ہے خدایا ۔ یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ
لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا ۔ دے اس کو عمر و دولت کر دُور ہر اندھیرا
دن ہوں مرادوں والے پُر نُور ہو سویرا ۔ یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

"پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا..... چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی معیاد میں پیدا ہُوا اور اب نویں سال میں ہے۔" (سراج منیر صہ۳۴)

"محمود جو میرا بیٹا ہے۔ اس کے پیدا ہونے کے بارہ میں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور نیز یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا پیشگوئی کی گئی تھی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔" (تریاق القلوب صہ۴۲)

"میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے۔ جس کا نام محمود ہے۔ ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی تھی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہُوا یہ پایا کہ محمود۔" (تریاق القلوب صہ۴۰)